REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGISTRATION NO. P/GDP-5

جلد ۳۶

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

ناشر: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۴ روپے
ممالک غیر ۱۹۰ روپے (بذریعہ بحری ڈاک)
فی پرچہ ایک روپیہ

قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN. 143516.

۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۸ ہجری ۵ نبوت ۱۳۶۶ ہش ۵ نومبر ۱۹۸۷ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012 (

افسوس! محترم سید احمد صاحب ناصر وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیان ۳۱ اخاء (اکتوبر) بڑے دکھ اور حزین جذبات کے ساتھ احباب جماعت تک یہ المناک خبر پہنچائی جاتی ہے کہ مکرم سید احمد صاحب ناصر ابن مکرم ڈاکٹر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ ۲۸ اخاء اکتوبر کو ٹوکیو (جاپان) میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چند سال قبل مرحوم کے دل کا بائی پاس کا آپریشن ہوا تھا جو کامیاب رہا تھا۔ مرحوم کاروں کی جاپانی کمپنی سوزوکی میں ملازم تھے۔ اور کمپنی کے کراچی آفس میں آفیسر تھے۔ کمپنی کے ہی کسی کام ٹوکیو تشریف لے گئے تھے۔ ۲۸ تاریخ شام کو دل کا حملہ ہوا اور اسی روز وفات پائی۔ ۳۰ کی رات میت اسلام آباد لائی گئی مرحوم مرحوم تھے اطلاع ہے کہ ۳۱ کو ربوہ میں تجہیز و تکفین ہوگی۔ کل ۳۰ اخاء بروز جمعہ خطبہ جمعہ کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے جب یہ خبر سنائی تو سب پر غم و حزن کی اداسی چھا گئی۔

ابتداء میں مرحوم نیروبی (کینیا) میں میچنگ لائن میں ملازم تھے چند سال قبل سوزوکی کمپنی میں ملازمت اختیار کرلی تھی مرحوم سلسلہ کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ کراچی میں بھی سلسلہ کی متعدد خدمات انجام دیں۔ مرحوم کراچی میں مجلس انصاراللہ کے زعیم اعلیٰ کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ مختلف ذمہ داری کے کام مرحوم نے انجام دیئے۔ نہایت خوش مزاج دوست نواز مہمان نواز اور غریبوں کی مدد کرنے والی خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔

مرحوم حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے منجھلے فرزند اور صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی صاحبزادی محترمہ ریحانہ باسمہ سے آپ کی شادی ہوئی تھی۔ مرحوم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے تھے۔ سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ مریم صدیقہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ بیگم سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور سب سے بڑے بیٹے محترم سید محمد احمد صاحب ناصر ہیں۔

ادارہ بدر محترم سید احمد صاحب ناصر کے سانحہ ارتحال پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور بچگان اور جملہ بہنوں بھائیوں بالخصوص حضرت سیدہ ام متین مدظلہا العالی سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں اور ان کے دیگر بھائی بہنوں سے بھی دلی اظہار تعزیت کرتا ہے۔ اور محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان سے بھی دلی اظہار تعزیت کرتا ہے۔ موصوفہ محترمہ اپنی آنکھ کے آپریشن اور زیر علاج کی مشکلات کی وجہ سے اپنے مرحوم بھائی کے جنازہ میں شرکت کے لئے ربوہ نہ جاسکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ نبوت (نومبر) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ملنے والی اطلاعات کے مطابق حضور پرنور ان دنوں مختلف مقامات پر مراکز اور مساجد کے قیام کے سلسلہ میں کینیڈا اور امریکہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و کرم سے ہمارے جان و دل سے پیارے آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو اور مقاصد عالیہ میں حضور پرنور کو معجزانہ فتوحات عطا فرمائے آمین۔

● مقامی طور پر محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ کی آنکھ کے موتیا بند کا آپریشن ۲۷ اخاء (اکتوبر) کو امرتسر میں ہوا۔ ۳۱ اخاء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بخیریت واپس قادیان تشریف لائے۔ ابھی چالیس دن تک علاج کا سلسلہ جاری رہے گا۔ تین چار مرتبہ آنکھ

باقی صفحہ ۲ پر

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش کو منعقد ہوگا ۱۹۸۷ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش (۱۹۸۷ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال و انوار و برکات نازل فرمائے آمین۔

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی

روح پرور مجالس علم و عرفان

منعقدہ ۱۴ جون ۱۹۸۷ء بمقام نن سپیٹ ہالینڈ

سوال :۔ کیمسٹری کا اصول ہے MATTER NEVER CAN BE CREATED NOT CAN BE DESTROYED کیا اس فلسفہ وحدت الوجود سے بھی کوئی مشابہت ہے یا نہیں

جواب :۔ یہ تو آپ بہت بچپن کی پڑھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ اب تو کیمسٹری اس سے بہت آگے نکل چکی ہے۔ اب تو CREAT کرنے کا بھی CONCEPT پیدا ہو گیا ہے اور DESTRUCTION کا بھی۔ اب تو انہوں نے بعض PARTICALS CREAT کئے ہیں کسی اور INFLUENCE کے ساتھ تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ کیمسٹری کی بجائے فزکس میں یہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ یعنی NUCLEAR AND SUB-PARTICULARS PHYSICS میں۔ اس لئے اب یہ بہت پرانی بات کر رہے ہیں۔

سوال :۔ حضور یہ بیئر لکھا ہوا ہے کہ اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ اسی زمانہ کے بارہ میں ہے ؟

جواب :۔ اس کے نیچے اس کے ساتھ کونے میں کیا لکھا ہوا ہے ؟

جواب خادم :۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ لکھا ہوا ہے (ج) یہ مجلس خدام الاحمدیہ کے الفاظ ہیں یہ حدیث نہیں

سوال :۔ (انگلش سے ترجمہ) اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ مثلاً وتر وغیرہ نماز کے بعد اور لوگ شور مچا رہے ہوں اور اس کا دل چاہتا ہو کہ میں عبادت کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کو یاد کروں تو آدمی ایسی صورت حال میں کیا کرے۔ اسلام کیا ہدایت دیتا ہے ؟

جواب :۔ (انگلش میں) از ان بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود ہی اُردو میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

اسلام یہ ہدایت دیتا ہے اور اسی بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے کہ مسجدیں عبادت کیلئے ہوتی ہیں شور کے لئے نہیں ہوتیں اور مسجد میں ہرگز شور نہیں ہونا چاہیئے۔ اتنی سختی سے آپ نے بار بار اس کو منع فرمایا ہے۔ مسجد کے تقدس کی خاطر اس میں ایسا ماحول پیدا کرنا خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے تاکہ توجہ دی جائے۔ اور اسی طرح کی مختلف ہدایتیں آپ .. لیکن اگر کوئی بدنصیبی سے یہ کام کرتا ہے۔ تو اُسے سمجھانا چاہیئے۔

دوسرا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کی گندی عادات اور فسادات کی جو خبریں دی ہیں اس میں ایک یہ بھی دی ہے کہ آئندہ زمانے میں مساجد میں شور ہوا کرے گا تو یہ ان لوگوں کی بدقسمتی ہے جو اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہوں گے کیونکہ یہ برے رنگ کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بڑی سختی سے لوگوں کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں پنجاب وغیرہ میں یہ بہت گندی عادت زیادہ ہو چکی ہے بہت دیر سے پڑی ہوئی ہے۔ اس کو روکنا چاہیئے اور ان کو چاہیئے کہ وہ ہمدردی اور اچھی نصیحت سے لوگوں کو روکیں۔ ورنہ تو مسجدیں عبادت کے لئے نہیں رہیں گی اور مسجد میں شور کرنا ایسی حرکت ہے جو دیگر لوگوں کی نماز میں سخت خلل انداز ہوتی ہے۔ اور یہ بڑی تیز حرکت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں اتنے حساس تھے کہ آپ نے کسی خاموش طریق سے بھی کسی کی نماز میں خلل کو پسند نہیں فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دوسرے فرمان سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی سجدہ گاہ سے بغیر آواز نکالے بھی گزرنے کی اجازت نہیں۔ تاکہ اس کی توجہ نہ بٹ جائے یہ جگہ نماز کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ جب خاموشی کی حرکت سے بھی توجہ ہٹانے کی اجازت نہیں ہے۔ تو پھر شور کے ساتھ نمازی کی توجہ خراب کرنا تو اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ پھر اس کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی تھی کہ آخری زمانہ میں جب مسلمانوں کی عملی حالت خراب ہو جائے گی تو اس طرح کے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو لوگوں کی نماز کے وقت شور کریں گے۔ لہذا ایسے لوگ جو شور کرتے ہیں وہ اس پیشگوئی کے پورا کرنے والے بنتے ہیں۔ اور یہ لوگ ہمارے لئے خوشی کا باعث نہیں ہیں بلکہ یہ بدقسمت لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں کو نصیحت سے سمجھانا چاہیئے اور شور کرنے سے منع کرنا چاہیئے۔

سوال :۔ حضور! خانہ خدا کے ساتھ تعویذ بنے ہوئے ہیں جن پر نام لکھے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم۔ حضرت اسماعیل وغیرہ چند ایک اور نام ہیں جو پڑھے نہیں جاسکتے پوچھنے پر کسی نے بتایا کہ یہاں پر ان کی قبریں ہیں۔ حضور! خانہ خدا میں قبرستان ہونا کوئی ضروری ہے ؟

جواب :۔ ضروری تو نہیں ہے۔

سوال :۔ حضور! سعودی عرب میں لوگ فرض کی نماز ادا کرتے ہیں اور سنت کی نماز نہیں پڑھتے وہ کیوں ؟

جواب :۔ حضور نے فرمایا "ممکن ہے گھر جا کر پڑھتے ہوں" درمیان میں مجلس میں سے کسی خادم نے لقمہ دیا کہ حضور! بالکل نہیں پڑھتے۔ حضور نے ارشاد فرمایا! اچھا اچھا یہ مجھے تو آج ہی دعوے پتہ لگا ہے لیکن میرے پاس تو کوئی ذریعہ نہیں اُن کو سنتیں پڑھوانے کا۔

سوال :۔ حجر اسود کالے رنگ کا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ جنت سے یہ سفید رنگ کا دودھیا پتھر تھا اور اس کو بوسہ دے دے کے گنہگار لوگوں نے کالا کر دیا ہے۔

جواب :۔ حضور نے پہلے ازراہ مزاح فرمایا کیا کسی نیک نے بوسہ نہیں دیا اس بیچارے کو! اگر کچھ نیک لوگ بھی بوسہ دیں تو اس کو برص کی بیماری ہو جائے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو حجر اسود ہے یہ اُن پتھروں میں سے ہے جو آسمان سے نازل ہوئے تھے۔ پہلے سفید تھے لیکن زمین کی گنہگار فضاء میں جب داخل ہوئے تو یہ کالے ہو گئے۔ اس کا مطلب علماء نہیں سمجھ سکے اور آج تک بھی اکثر مسلمان اس کو ظاہری طور پر انہی معنوں میں لے رہے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس گھر کو خدا تعالیٰ عبادت کے لئے پہلا گھر قرار دیتا ہے۔ اور ہرگز بعید نہیں کہ جس طرح METEORS آسمان سے گرتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس گھر کی عبادت کے لئے اس کا آسمان سے پہلے تعلق بنانے کے لئے ظاہری طور پر یہاں METEORS کی بارش کی ہو۔ اور اُنہی پتھروں سے خدا کے پہلے نبی نے یہ گھر بنایا۔ میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہے۔

اور یہ ایک تجربہ شدہ سائنسی حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی پتھر آسمان سے زمین کی فضاء میں داخل ہوتا ہے۔ تو اسکی کثافت کی وجہ سے اس کو آگ لگ جاتی ہے جس کی گرمی سے وہ جھلس جاتا ہے۔ اس لئے اگر سفید رنگ کا بھی چلا ہو تو نیچے زمین تک پہنچتے پہنچتے وہ کالا ہو چکا ہوگا۔ تو یہ ایک طرز بیان ہے کثافت کو گناہ کہہ کر ایک بڑی فصاحت و بلاغت پیدا کر دی ہے کہ آسمان سے صاف چیز اُتری تھی زمین پر آکر گندی ہو گئی۔ مراد یہ ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاک کلام نازل ہوتا ہے۔ لوگ اپنی گندگیاں اس میں شامل کر دیتے ہیں۔ خدا کی طرف منسوب کر کے اور جو نور آیا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے منہ پر کالک آجاتی ہے یہ ایک نصیحت کے رنگ میں تمثیلی کلام تھا جسے لوگ سمجھ نہیں سکے۔

سوال :۔ والدہ احمدی ہے اور والد غیر احمدی۔ کیا بچے پیدائشی احمدی کہلا سکتے ہیں۔

جواب :۔ اگر وہ پیدائشی احمدی ہیں تو پیدائشی احمدی ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو وہ احمدی رہیں جب تک ان کو ہوش آئے۔ اور کوئی عرصہ ان پر ایسا نہ ہو جو غیر احمدیت کا ہو۔ تو پیدائشی احمدی ہیں۔ اگر وہ ایک عرصہ تک اپنے غیر احمدی ماں باپ میں سے کسی ایک کا رنگ پکڑ لیں اور کچھ عرصہ ان پر غیر احمدیت کا گزرا ہو تو جب بھی وہ احمدی ہوں گے وہ خود ہوں گے۔ ان کو پیدائشی احمدی نہیں کہا جا سکتا۔

سوال :۔ والد وصیت نہ کرے تو والدہ وصیت کر سکتی ہے ؟

جواب :۔ ہاں کیوں نہیں وہ آزاد ہے۔ اس نے اپنا جواب خدا کو دینا ہے۔ اور خاوند نے اپنا جواب دینا ہے۔ وصیت تو بسا اوقات عورت بیوی بننے سے پہلے ہی کر دیتی ہے۔ اب اس کے لئے یہ شرط تو نہیں ہو جائے گی کہ اگر موصی آدمی اس کو رشتہ دے گا تو منظور کرے گی بیچاری۔

سوال :۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبولیت دعا کا نشان بخشا گیا ہے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ کو بھی۔ اگر دوران جماعت کوئی ایسا موقع آجائے اور اس کو چیلنج کرنا پڑے۔ تو کیا خلیفہ وقت کی منظوری ہے یا نہیں ؟

(باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

آپ اس گروہ میں داخل ہوئے ہیں جن کو خدا کے نام پر تکلیف دی جاتی ہے

آپ وہ ہیں جن کی مسجد جلائی گئی ہے آپ وہ بدبخت نہیں ہیں جو مسجدیں جلانے والے ہیں

ہماری سب سے زیادہ قیمتی چیز ہماری جان سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہمارا ایمان ہے ہمارے اصول ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ ظہور (اگست) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام ہالینڈ

محترم عبد الحمید رفازی صاحب ۱۶ گریسن ہال لنڈن کا مرتب کردہ حضور پُر نور کا یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:۔

ابھی چند روز پہلے ہالینڈ میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس کے نتیجے میں ہالینڈ کے بعض احمدیوں نے، بعد میں مجھے ایسے خط لکھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل پر اس کا بہت ہی گہرا اثر پڑا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب ہمارا سالانہ جلسہ انگلستان میں ہو رہا تھا اس وقت اس خیال سے کہ اکثر احمدی جلسے پر گئے ہوں گے، فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض شر پردوں کے گروہ نے ہمارے پہرہ کی غیر موجودگی میں موقعہ پاکر مسجد کو آگ لگانے کی کوشش کی اس کے نتیجے میں مسجد کا نچلا حصہ بہت بڑی طرح متاثر ہوا اور بہت سی قیمتی دستاویز اور کاغذات ضائع ہو گئے اور ابتدائی ڈچ احمدیوں نے بڑے اخلاص سے جو بڑی خوبصورت چیزیں اپنے ہاتھ سے مسجد کے لئے بنائی ہوئی تھیں اور جو بڑا قیمتی اور تاریخی سرمایہ تھا اس کا بھی اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔ مسجد کا جو ظاہری نقصان ہے اس کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو یہ سارا نقصان ملا کر یقیناً اس جماعت کے لئے ایک بڑے صدمے کی بات ہے۔ اس پہلو سے لوگوں کے پریشانی اور گھبراہٹ کے خط موصول ہوتے رہے۔

ان سب کو میرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعات زندہ قوموں کے ساتھ چلتے ہیں۔ ان سے دکھ تو ضرور پہنچتا ہے لیکن ان واقعات کے نتیجے میں طبیعتوں پر گہرے اثر قائم نہیں رہنے چاہئیں۔ کیونکہ ہمیں تو بہت بڑے سفر درپیش ہیں۔

ہمارے ارادے بہت بلند ہیں

یہ معمولی اور چھوٹی چیزیں تو PIN PRICKS کی طرح ہیں جیسے لمبے سفر کرنے والے قافلوں میں سے بعض کو راستے میں کانٹا چبھ جاتا ہے۔ ساری دنیا کی ایک سو چودہ (۱۱۴) جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی اسلام کی شاہراہ پر دن بدن آگے بڑھ رہی ہیں آپ بھی ان میں سے ایک ہیں۔ ہالینڈ کی جماعتوں میں سے ایک، گویا ایک کے پاؤں کو جو یہ کانٹا چبھا ہے اس کی تکلیف میں بھی ساری دنیا کی جماعتیں حصہ دار ہیں۔ تو اس کانٹے کو اتنا زیادہ نہ منائیں کہ آپ پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اس کے برعکس یہ سوچیں کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر مزید نازل ہوں گے جیسے ہمیشہ ہوتے رہے۔

اس کے جو نقصانات ہیں ان کا ازالہ کیسے ہوگا، وہ تو معمولی بات ہے وہ میں آپ سے ابھی بعد میں ذکر کروں گا۔ سب سے بڑا نقصان جس کا مجھے خطرہ تھا، وہ آپ کی طبیعتوں کی پژمردگی ہے۔ اگر ایسے واقعات پر طبیعتیں پژمردہ ہو جائیں تو ہمارا وہ سب سے بڑا نقصان ہے۔ آپ

آپ کے عزم پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہئیے

آپ کے ارادوں کے سر بلند رہنے چاہئیں۔ ایک ادنیٰ سا خم بھی آپ کی پیٹھ پر ان بدھوں کے نتیجے میں ظاہر نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ ایک مردانگی کی علامتیں جن کی خدا تعالیٰ مومن سے توقع رکھتا ہے۔ پس آپ اپنا کام کریں، اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر اپنا کام کرے گی۔ بھلا ایسی ذلیل حرکتوں سے بھی کبھی قومیں دنیا میں تباہ ہوا کرتی ہیں یا رستوں سے ہٹا کرتی ہیں یا ان کے عزم پر آنچ آیا کرتی ہے! چھوٹی سی معمولی سی، کمینی سی حرکت ہے۔ ایک چھوٹے سے دل کی پیداوار ہے چھوٹے، کوتاہ ذہن کی پہنچ بس یہیں تک ہو سکتی ہے کہ مسجد کو جلا دیا جائے، کسی کو دکھ دیا جائے، کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔ ہر لحاظ سے یہ بہت ہی چھوٹی، کمینی اور سفلہ حرکت ہے اور اس کے برعکس آپ کو یہ ایک بڑا غیر معمولی تاریخی اعزاز حاصل ہو گیا کہ آپ ان لوگوں میں قوموں میں داخل ہوئے جن کو خدا کے نام پر تکلیف دی جاتی ہے جن کی عبادت گاہوں کو خدا کی دشمنی میں جلایا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا تاریخی سنگ میل ہے۔ آپ کو اپنا یہ امتیاز پیش نظر رکھنا چاہئیے۔ کہ آپ وہ ہیں جن کی مسجد جلائی گئی ہے آپ وہ بدبخت نہیں ہیں جو مسجدیں جلانے والے ہیں۔ کتنا زمین آسمان کا فرق ہے۔

جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے نبوت کا آغاز فرمایا، انسانیت کی یہ ایک دوہری تاریخ چل رہی ہے

مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ)

پیشکش:۔ گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۷ زابد را سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون:۔ 27.0441

گرام:۔ "GLOBXPORT"

کچھ وہ بدنصیب لوگ ہیں جو خدا کے گھروں کو جلانے والے ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کے نام پر دکھ دیا جاتا ہے اور ان کی عبادت گاہوں کو جلایا جاتا ہے۔ اور یہ بڑی نمایاں تفریق مسلسل چلی آرہی ہے۔ آپ اُس گروہ میں داخل ہوئے ہیں۔

جن کو خدا کے نام پر تکلیف دی جاتی ہے

جن کی عبادت گاہوں کو جلایا جاتا ہے تو یہ سودا تو ایسا سودا نہیں ہے جس پر آپ دکھ محسوس کریں اور پژمردہ ہوں۔ دکھ اس بات کا ہے کہ خدا کی عبادت کی جگہ کو، خدا کے نام پر جلایا گیا ہے۔ ایک جذباتی تکلیف ہے لیکن جہاں تک سود و زیاں کا تعلق ہے ..... اس بات کے تو لینے کا تعلق ہے کہ آپ کو حاصل کیا ہوا ہے۔ آپ کو نقصان کیا ہوا ہے، آپ تو فائدے میں ہیں۔ آپ کا قطعاً کوئی نقصان نہیں۔

اس کا ایک اور پہلو ہے جس میں مجھے خطرہ تھا کہ آپ کو نقصان نہ پہنچے اور میری توجہ آپ کے روحانی نقصان کی طرف ہے، مادی اور جسمانی نقصان تو معمولی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں آپ کو اُس کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے اخباروں کے جو بھی اقتباسات دیکھے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے اور شاید بعض احمدیوں کی طرف سے بھی یہ تاثر دیا گیا ہے کہ اس واقعہ کے پیچھے حکومت پاکستان کا ہاتھ ہے۔ حالانکہ ہمیں ہرگز شواہد کے بغیر بات نہیں کرنی چاہیئے۔ ہم ہرگز یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ حکومت پاکستان کا ہاتھ ہے یا سعودی عرب کے کسی ادارے مثلاً رابطہ اسلامی وغیرہ میں سے کسی کا ہاتھ ہے یا مقامی شرارت ہے۔ جب ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ بغیر شواہد کے ہم پہ کوئی الزام لگائے۔ جب ہم جھوٹ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جب ہمارے اوپر بولا جاتا ہے تو ہمارا یہ کوئی حق نہیں کہ ہم، چاہے ہمارا دشمن ہی ہو اُس کے اوپر جھوٹ بولیں۔ یا بغیر شواہد اور بغیر دلیل کے، اس کی طرف باتیں منسوب کریں۔ اب تک ایسے کئی واقعات گزر چکے ہیں اور ہر ایسے واقعہ کے بعد جو میں نے خطبہ دیا، اُس میں اس طرف متوجہ کیا کہ جب ہمیں یقینی طور پر معلوم نہ ہو کہ گروہ کون تھا۔ اور یقینی طور سے مراد یہ ہے کہ ایسے مضبوط شواہد معلوم نہ ہوں۔ کہ کون سا گروہ ملوث ہے۔

کسی وقت تک ہمارا یہ اخلاقی حق نہیں بنتا

کہ ہم کسی کو ملزم کریں۔ ہم دنیا کی طرح تو نہیں ہیں کہ ایک قتل ہوگیا تو اندازہ لگا کہ پچیس تیس، یا بعض دفعہ پورے کے پورے خاندان کا نام مقدمے میں لکھا دیا گیا۔ اس لئے ہمیں ایسے مواقع پہ اپنے اخلاق اور اپنے اعلیٰ اصولوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

مسجد کا نقصان ہو یا کوئی اور عمارت کا نقصان ہو۔ یہ اصولوں اور اخلاق کے نقصان کے مقابل پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ مسجدیں تو صاحب اخلاق اور صاحب ایمان لوگوں کے ذریعے بنتی ہیں ورنہ دنیا کی بڑی بڑی قومیں، کروڑوں، اربوں روپوں کی عظیم الشان مسجدیں بنا سکتی ہیں۔ لیکن خدا کی نظر میں ان کی کیا حیثیت ہوگی جب تک کہ نمازی متقی نہ ہوں، مسجدوں میں جانے والوں کے اخلاق بلند نہ ہوں اور ان کے نام کے ساتھ اسلام کا حسن وابستہ نہ ہو۔ اس وقت تک ان مسجدوں کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ جب مسجدوں میں جایا کرو تو اپنی زینت یعنی تقویٰ کو ساتھ لے جایا کرو۔ تمہارے تقویٰ سے ہی مسجدوں کی رونق بنتی ہے۔ پس ظاہری مساجد کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مسجد میں جانے والوں کی حیثیت ہے۔ اُن سے مسجدوں کو زینت ملتی ہے۔ وہ اپنی زینتیں ساتھ لے کر جایا کرتے ہیں۔ پس آج اگر مسجد کو بھی نقصان پہنچ جائے اور آپ زینت سے بھی محروم رہ جائیں جس سے آپ کی مسجد کی رونق بنتی تھی تو یہ بڑا نقصان ہے۔ اس لئے ایسے ہر ابتلاء میں اپنے تقویٰ اور دائمی اصولوں کو بالکل نہیں چھوڑنا۔

دشمن آپ پر خواہ کتنی بھی زیادتی کرے

دشمن کی دشمنی میں اپنی جان کے دشمن بننا تو کوئی عقل کی بات نہیں ہے ہماری سب سے زیادہ قیمتی چیز، جان سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہمارا ایمان ہے ہمارے اصول ہیں، ہماری اعلیٰ اخلاقی قدریں ہیں جو اسلام سے ہمیں عطا ہوئی ہیں۔ ان قدروں کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے آتے ہی امیر صاحب (ہالینڈ) سے جو بات کی وہ یہی تھی کہ کوئی الزام بغیر کسی دلیل کے بغیر قطعی ثبوت کے ہمیں دوسروں پر نہیں لگانا چاہیئے البتہ ایک چیز ہے جسے ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں اور ہمیں اسی تک اپنی توجہ کو مبذول اور اپنے بیانات کو محدود رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے متعلق ہم بغیر کسی شبہ کے جانتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے ..... میں موجودہ ڈکٹیٹر کی حکومت کی بات کر رہا ہوں۔ یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنی ہے یہ (یعنی احمدی) جہاں جائیں گے ہم ان کی دشمنی کریں گے۔ جہاں جہاں جماعت احمدیہ موجود ہے وہاں کرائے کے مولوی بھجوا کر احمدیوں کے بزرگوں کی بے عزتیاں کروائی جائیں گی۔ اُن کے خلاف اشتعال پھیلایا جائے گا۔ اور نفرت کی آگ کا الاؤ بھڑکایا جائے گا۔

مگر بہرحال، یہ حکومت پاکستان کے ایک ڈکٹیٹر کے وہ فیصلے ہیں جن کے متعلق اس نے اپنی بدنصیبی کے ساتھ ساری دنیا میں خود تشہیر کی ہے۔ انگلستان میں منعقدہ عالمی ختم نبوت کانفرنس ۱۹۸۵ء میں یہ بات ایک تحریری پیغام کے طور پر خود اس کے سفیر نے پڑھ کر سنائی جس کا ماحصل یہ تھا کہ حکومت پاکستان جماعت احمدیہ کو ایک کینسر CANCER سمجھتی ہے۔ اور ہم اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ اس کینسر کی ہر طرح سے بیخ کنی کریں گے۔ تو ہم یقینی طور پر ایک بات ساری دنیا کو ایسے موقعوں پر یاد دلا سکتے ہیں کہ ہمیں اتنا پتہ ہے کہ ایک حکومت ہے جس کے بعض بدنصیب موجودہ سربراہ یہ کھلم کھلا اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی دشمنی میں ہم سے جو بھی بن پڑی کریں گے۔ ایسی حکومت کے کرائے کے مولوی جس ملک میں بھی جائیں گے اس ملک میں اس قسم کے واقعات کی توقع رکھنا ایک معمولی بات ہے کسی حکومت کی بڑی بے وقوفی ہوگی کہ ایسی حکومت کے نمائندہ مولویوں کو کھلی چھٹی دیدے کہ ان کے اپنے ملک میں آکر وہ (مولوی) امن برباد کرنے کی کوشش کریں اور پھر یہ توقع رکھیں کہ امن برباد نہیں ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ایسے واقعات حکومتوں کی براہ راست سازش کے نتیجے میں ہوں لیکن یہ تو قطعی بات ہے کہ ایک حکومت ایسی ہے جس نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ آپ (یعنی احمدیوں) کے خلاف جھوٹ اور گند پھیلانے کے لئے کرائے کے مولوی استعمال کرے گی اور دنیا میں ہر جگہ کرے گی اور ہر جگہ وہ کرائے کے مولوی بھجوائے جاتے ہیں۔ ہالینڈ میں بھی آتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کسی قسم کے تردد کے بغیر یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ان کا پھیلایا ہوا فتنہ اور فساد ہے جس کے نتیجے میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور کن لوگوں نے کیا ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ علماء کی ایسی تقریر کے نتیجے میں ایک سرپھرا آدمی اپنے طور پر مشتعل ہو جائے۔ اور کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے کہ ہو سکتا ہے اُس کے پیچھے کوئی سازش نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ نوجوانوں کا ایک گروہ آپس میں مل کر بیٹھے۔ آج کل ٹیلی ویژن کے ذریعے مختلف قسم کے جرائم کے طریق وغیرہ تو دنیا کو معلوم ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کس طرح کسی جگہ آگ لگائی گئی اور پھر ٹیلی فون کر کے اطلاع دی گئی۔ بعض جاہل بے وقوف ان باتوں سے اتنی ایکسائٹمنٹ EXCITEMENT حاصل کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے بھی ایسا کوئی کام کیا اور بعد میں پولیس کو فون کر کے بتا دیا تو ہم بھی ہیرو HERO بن جائیں گے۔ تو یہ ہی دیوانگی پھیلانے والوں کے متعلق ہم جانتے ہیں۔

قطعی طور پر ہمارے پاس یہ ثبوت موجود ہے کہ وہ لاکھوں روپیہ خرچ کرکے، کرائے کے مولویوں کو دنیا میں ہر جگہ بھجوا کر اشتعال انگیزی کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ہم یہ قطعی طور پر جانتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں پھر بعض لوگ ایسے واقعات کر دیا کرتے ہیں۔ وہ کون ہیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ واقعتاً کوئی پاکستانی ہے یا کوئی سری نامی (SURINAMESE) ہے یا کوئی اور شخص ہے؟ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے اور ہم نے اپنے بیانات میں ایسی چیزوں سے احتراز کرنا ہے۔

جہاں تک ظاہری نقصان کا تعلق ہے اس کے متعلق میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کو انشاء اللہ کسی قسم کا نقصان نہیں رہے گا۔ یہ بات میں بار بار بیان کر چکا ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، جماعت احمدیہ کو جتنا نقصان جس جہت میں بھی پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس کی جگہ اسی جہت میں اُس سے

دس گنا فضل اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا رہے گا۔

اور فرما رہا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں چند مسجدیں جلائیں اور شہید کیں اُس کے مقابل پر اسّی سو مساجد ہم نے ایک ہی سال میں تمام دنیا میں بنا دیں۔ اس لئے میں آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی مسجد کو جو نقصان پہنچا ہے اُس سے بہت زیادہ شاندار بہت زیادہ وسیع مسجد آپ کو ہدیۃً بنا کے دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اسی کی توفیق کے مطابق اس لئے یہ بات تو قطعی ہے کہ مُلاں کی بنائی ہوئی تقدیر ہو یا کسی حکومت کے سربراہ کی بنائی ہوئی تقدیر ہے۔ اس تقدیر پہ ہمارے خدا کی تقدیر غالب رہی ہے اور ہمیشہ غالب رہے گی۔ ہمارے خدا کی تقدیر ان کی بنائی ہوئی تقدیروں کو ہمیشہ نامراد کرے گی۔ اور ہمارے حق میں بہتر فضل اور رحمت اور برکتوں کی تقدیریں جس طرح پیدا ہوتی رہی، آئندہ بھی جاری ہوتی رہے گی۔ آپ میں سے جن کو جو توفیق ہے اُس عظیم الشان خدمت میں حصہ لینے کی، اپنی اپنی توفیق کے مطابق حصہ ڈالیں تاکہ آپ کو بھی سعادت نصیب ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ہالینڈ کی جماعت کی مالی لحاظ سے حیثیت اتنی نہیں ہے کہ دیگر چندوں کے علاوہ وہ اتنے بڑے کام میں حصہ لے سکیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نقصان جتنا ہوا ہے اس سے کم سے کم دس گنا زیادہ، اور جو کم سے کم ہے اس کا مطلب ہے، اور بھی زیادہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وسیع اور بہتر جگہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو مہیا کر دی جائے گی۔ جو آپ کی توفیق سے باہر ہے وہ دنیا کی دوسری جماعتیں انشاء اللہ تعالیٰ پیش کریں گی۔ اس پر بھی میں کوئی معین پابندی نہیں لگانا چاہتا

جہاں جہاں بھی دنیا میں یہ خطبہ پہنچے گا

جب توفیق ہو وہ اپنی مرضی اور شوق سے خود اس کار خیر میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔ اور جہاں تک ضرورت کا تعلق ہے مجھے کوئی فکر نہیں کہ کہاں سے پوری ہوگی۔ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی۔

ایک حصہ ایسا ہے جس میں جماعت ہالینڈ کو حصہ لینا چاہیئے۔ وہ میدان ایسا ہے جہاں دوسری جماعتیں حصہ لے نہیں سکتیں بلکہ خود آپ لے سکتے ہیں۔ وہ ہے مسجد کی تعمیر کے دوران جو لوگ فارغ ہیں وہ وقار عمل کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ جو لوگ کوئی فن جانتے ہیں جس کا تعمیر سے تعلق ہے وہ فن مسجد کی خدمت میں پیش کریں۔ کچھ سپرویژن SUPERVISION کے کام بھی ہوں گے، کچھ دوسرے ایسے کام ہوں گے جن میں جماعت کی وقت کی اور جسمانی قربانی کے نتیجے میں ہمارا بہت سارا روپیہ بچ سکتا ہے۔ باقی دنیا میں جماعتیں اسی طرح کر رہی ہیں اور غیر معمولی بچت کا موجب بنتی ہیں۔ اُن کی محنت اور اس کے ساتھ وابستہ اُن کے خلوص سے کاموں میں بہت برکت پڑتی ہے۔ ہم نے انگلستان میں بارہا یہ تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بعض دفعہ مارکیٹ کے جو تخمینے تھے ان سے پانچویں حصے پر ایک عمارت تعمیر ہو گئی۔ کیونکہ وہاں کے خدام، انصار اور خواتین نے اپنے وقت کی بہت قربانی کی۔ تو آپ کو بھی جہاں تک نصیب ہو، توفیق ہو، مسجد کے کام میں اپنے وقت کی قربانی ضرور پیش کریں۔ اُس سے دوہرا، تہرا فائدہ پہنچتا ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ کے روپے کی جو کمی ہے وہ اس طرح بہت حد تک پوری ہو جائے گی۔ آپ کے وقت کی قربانی کے نتیجے میں اگر خرچ ۱/۵ نہ سہی، خواہ نصف ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک بہت بڑی چیز ہے۔ اور بہرحال جتنا بھی ہو، عملاً وہ آپ کا چندہ ہی شمار ہوگا۔

دوسرے یہ کہ خدمت کرنے والوں کو ایک براہِ راست سعادت نصیب ہوتی ہے۔ خدا کے گھر کے بنانے میں حصہ لینا، یہ ایسی عظیم الشان توفیق ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انسان کے اندر سعادت کی ایک نئی روح پیدا فرما دیتا ہے، گویا اُسے ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص محبت اور پیار کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے عید کے خطبے میں میں نے اس طرح متوجہ کیا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر مسجد کے تعمیر کرنے کا واقعہ خدا تعالیٰ کو ایسا پیارا لگا کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کو قرآن کریم میں محفوظ فرما دیا اور ایسے پیار سے ذکر کیا ہے کہ

باپ معمار ہے اور بیٹا مزدور اور دونوں نبی

اُس زمانہ میں اس سے بڑھ کر کسی انسان کا تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا باپ بھی نبی اور بیٹا بھی نبی اور خدا تعالیٰ نے ایک کو معمار بنایا ہوا ہے اور ایک کو مزدور اور دونوں مل کر خدا کے گھر کی عمارت کھڑی کر رہے ہیں۔

تو معماری کا کام دنیا کی نظر میں خواہ کچھ بھی حیثیت رکھتا ہو جب اس کا مسجد سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو یہ دنیا کا عظیم ترین کام بن جاتا ہے ایسا کام جس پہ بڑی بڑی قومیں اور آنے والی نسلیں فخر کرتی ہیں۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معماری کا واقعہ جب آپ پڑھتے ہیں تو کس قدر دل میں رشک پیدا ہوتا ہے اور کس قدر انسان درود بھیجتا ہے اُن پر کہ کیا شان تھی! کیسے عظیم الشان باپ بیٹا تھے کس پیار اور محبت سے خدا کا گھر بنا رہے تھے کہ اللہ کی رضا کی آنکھیں اُن پر پڑ رہی تھیں اور ہمیشہ کے لئے اس خدمت کو محفوظ کر دیا ورنہ دنیا میں بعض قومیں ہیں جو تعمیر کے کام میں اپنی عمریں ضائع کر دیتی ہیں۔ بعض ایسی غلام قومیں تھیں جن کو بڑی بڑی عمارات تعمیر کرنے کے لئے زنجیروں میں باندھ کر ان سے غیر معمولی محنتیں لی گئیں نسلاً بعد نسلٍ وہ لوگ قیدوں میں بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرتے رہے۔ ایسی عمارتیں ہیں جن کو بعض دفعہ سو سو سال سے زائد عرصہ مکمل ہونے میں لگا ہے۔ تو جہاں تک جسمانی محنت اور کوشش کا تعلق ہے، بہت ہی زیادہ محنتیں عمارتوں کی تعمیر کے سلسلے میں کی گئی ہیں اور ظاہری قربانی کو دیکھیں تو حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اُس کے مقابل پر جسمانی محنت کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی مگر چونکہ وہ محنت خدا کے گھر سے وابستہ ہوتی تھی اس لئے اس کی عظمت اور شان اتنی بلند ہو گئی کہ

ہمالہ پہاڑ کی چوٹیوں سے بھی بالا تر
اور آسمان کے کنگروں سے لگی بیٹھی ہے۔

اس لئے آپ کے لئے بھی ایک سنت جاریہ ہے۔ آپ بھی مسجد سے محبت کے نتیجے میں، خدا کا گھر سمجھتے ہوئے اُس کی تعمیر، اُس کی صفائی اور اس کے ٹھیک ٹھاک کرنے میں حصہ لیں گے، تو یاد رکھیں کہ یہ ایک ایسی خدمت ہے جس کو خدا بہت ہی پیار اور اعزاز کے ساتھ دیکھتا ہے۔ تو اللہ کرے اس کی بھی آپ کو توفیق ملے۔ جو ہے پاس، جو کچھ بھی ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا نظارہ دکھائیں اور دشمن کو یہ بتا دیں کہ ہم ہارنے والی قوم نہیں ہیں! ممکن ہے ان کی ساری ذلیل ترین کوششیں کتنی بڑی طاقتور ہو کر ظاہر ہوں، تب،

کبھی وہ ہمیں ناکام نہیں بنا سکتیں۔ ان کی ہر دشمنی ہمارے لئے ماں کا دودھ بن جایا کرے گی جب وہ ہمارے جسم میں داخل ہوگی اور ہم ان کے زہروں سے کمزور ہونے کی بجائے مزید طاقت اور مزید عظمت پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اسی شان کے ساتھ زندہ رکھے۔ زندگی کی یہی شان ہے اس کے بغیر تو زندگی بے معنی ہے۔

مرد مومن اور مرد صادق کی طرح جو قومیں زندہ رہتی ہیں

وہی زندہ رہنے کے لائق ہیں باقی تو فضول جھگڑے ہیں دنیا کے جن کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔

خطبہ ثانیہ :-

جمعہ کے بعد نماز عصر جمع ہوگی۔ مسافر دوگانہ پڑھیں گے اور مقامی دوست اپنی عصر کی نماز پوری کریں۔ دوسرا اعلان یہ ہے کہ نماز عصر کے معاً بعد دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔

ایک ہمارے سلسلہ کے واقف زندگی مخلص دوست چوہدری انور صاحب نائب وکیل التصنیف ربوہ دل کے حملے سے اچانک وفات پا گئے۔ بڑا مخلص خاندان ہے اور اللہ کے فضل سے سارے بھائی سلسلہ سے بہت ہی محبت رکھنے والے ہیں۔ ان کے ایک اور بھائی غالباً دل ہی کے دورے سے وفات پا گئے تھے۔ مجھے صحیح یاد نہیں بہرحال ان کو دل کا حملہ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود بڑی محنت اور محبت سے سلسلے کا کام کرتے رہے۔

دوسرے دوست ہمارے مکرم ہارون اوپوکو صاحب HAROON OPOKO، آف غانا، مغربی افریقہ ہیں ان کے بھائی مکرم موسیٰ ڈونکو صاحب MOOSA DONKA جو مغربی جرمنی میں ایک بہت مخلص داعی الی اللہ ہیں اور انہوں نے افریقن ممالک کے طلباء کو اکٹھا کرنے اُن میں تبلیغ کرنے اور کھوئے ہوئے احمدیوں کو دوبارہ تلاش کرتے اخلاص میں ان کو آگے بڑھانے میں بہت محنت سے کام کیا ہے اُن کا خط آیا ہے کہ انہیں اُن کے بھائی کی وفات کی اطلاع ملی ہے اُن کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

کا ڈاکٹری معائنہ ہوگا۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جملہ درویشان کرام و احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ فالحمد للہ۔

انتخاب قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال ۸۹-۱۹۸۷ء

جملہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست کی جاتی ہے کہ (دسمبر ۱۹۸۷ء تا اکتوبر ۱۹۸۹ء) (دو سال کے لئے) اپنی اپنی جماعت میں قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب کروا کر بغرض منظوری دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ۞ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

درثمین

انمول خزانہ

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتب و رسائل ملفوظات نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر کردہ تفسیر کبیر ۳۴ جلد پر مشتمل سیٹ روحانی خزائن لندن سے طبع ہو کر آ چکا ہے۔ مکمل سیٹ کی موجودہ قیمت ۳۰۰۰/- روپے ہے۔ اگر کسی دوست کو یہ سیٹ خریدنا مقصود ہو تو اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ دسمبر ۱۹۸۷ء تک سیٹ ختم ہو جائیں گے۔ جلدی کیجئے۔ بعد میں ہاتھ ملتے نہ رہ جائیں۔

نوٹ :- خریدار بننے کے لئے دفتر نشر و اشاعت سے رابطہ قائم کریں اگر کسی دوست کو ڈاک کے ذریعہ سیٹ منگوانا ہو تو اصل قیمت کے علاوہ مبلغ ۲۰۰/- روپے ڈاک خرچ ادا کرنے ہوں گے۔ رقم حساب میں "مد تبلیغی کتب وقف جدید روحانی خزائن" میں جمع کرائی جائے۔ یکمشت رقم ادا کرنے پر سیٹ روانہ کر دیا جائے گا۔ اگر قسط وار ادا کریں تو آخری قسط وصول ہونے پر سیٹ دے دیا جائے گا۔ قسط وار ادا کرنے کے لئے کم از کم ہر ماہ مبلغ ۳۰۰/- روپے مقرر ہے۔ جس خریدار کی رقم جلد ادا ہوگی اس کو اولیت دی جائے گی۔

پرانے خریدار اپنے پرانے حساب سے جلد رقم جمع کر دیں۔ ورنہ ان سے پہلے نئے خریداران یکمشت رقم ادا کریں گے تو ان کو اولیت دی جائیگی۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منظوری صدر لجنہ اماء اللہ صوبجات

قواعد و ضوابط لجنہ اماء اللہ کی رُو سے تین صوبجات کی صدر لجنہ کے نام ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۹ء نامزد کر کے اعلان کیا جا رہا ہے۔ تمام صوبجات کی لجنات سے گذارش ہے کہ آپ کی صوبائی صدر کو آپ کا تعاون حاصل رہے تاکہ کارکردگی میں نمایاں ترقی ہو۔

۱۔ محترمہ اعظم النساء صاحبہ۔ صوبائی صدر۔ صوبہ آندھرا پردیش

۲۔ محترمہ امۃ المتین صاحبہ یادگیر صوبائی صدر۔ صوبہ کرناٹک

۳۔ محترمہ امۃ الباری صاحبہ شاہجہانپور صوبائی صدر۔ صوبہ اتر پردیش

نوٹ :- نئے قواعد و ضوابط ہر لجنہ کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ تمام لجنات اس کی ہدایات پر عمل کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

بدر کی توسیع اشاعت و اعانت آپکا جماعتی فریضہ ہے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
(الہام حضرت مسیح موعود)
پیشکش :- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساڑی مارٹ صالح پور کٹک (اڈیسہ)

بقیہ مجلس علم و عرفان

ج:۔ چیلنج میں اس قسم کی بات کرنا جس میں سو فیصدی قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خدا میری بات ضرور قبول کر لے گا۔ ایسا چیلنج درست نہیں ہے۔ لیکن عمومی چیلنج درست ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دیا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن کی ہر دعا قبول کرے۔ اس لئے کسی دعا کے متعلق کوئی چیلنج کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ مومنوں کی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ امتیازی سلوک کرے۔ اور دوسروں کے ساتھ دعا کی قبولیت میں اس طرح محبت و پیار کا اظہار نہ کرے۔ ورنہ آپس میں معاملہ بالکل مبہم ہو جائے گا۔ اس لئے اجتماعی چیلنج دیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ شیخ مبارک احمد صاحب سابق مبلغ کینیا (مشرقی افریقہ) نے جبکہ وہ کینیا میں مبلغ تھے (آجکل امریکہ میں مبلغ انچارج ہیں) انہوں نے وہاں بیلی گراہم جو مشہور پادری ہے اور بہت بڑا عیسائی منادی ہے۔ اس کے افریقہ آنے پر اس کو یہ چیلنج دیا کہ تم اس بات پر فیصلہ کر لو کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ کس کے ساتھ زیادہ پیار کا اظہار کرتا ہے تم بھی دعویٰ کر رہے ہو ہم بھی دعویٰ کر رہے ہیں۔ تو دو ٹوک فیصلہ اس طرح کرو کہ ہسپتال سے جبکہ اکثر ہسپتال عیسائی مشن کے تھے۔ اُن سے سو ایسے مریض چن لئے جائیں جو بظاہر ناقابل علاج ہوں یا بہت DEEP VAN مریض ہوں اور پھر قرعہ اندازی کے ذریعہ وہ مریض بانٹ لئے جائیں۔ پچاس مریضوں کے لئے میں اور ہماری جماعت دعا کرے گی پچاس مریضوں کے لئے تم اور تمہاری جماعت دعا کرے اور ہر مریض کے لئے تو کوئی حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ خدا ضرور قبول کرے گا۔

لیکن ایک بڑی تعداد میں مومنوں کی جماعت دعا کرنے والوں کی ہو۔ جبکہ وہ اعتماد بھی رکھتی ہو کہ اللہ تعالیٰ دعا کی قبولیت میں ضرور فرق کر کے دکھلائے گا۔ اس اصول کے اوپر اور اس یقین کے ساتھ آپ نے کہا کہ میں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نمایاں تفریق کر کے دکھا دے گا۔ اور تمہارے جو مریض ہیں اُن کے مقابل پر جن مریضوں کے لئے جماعت احمدیہ دعا کر رہی ہوگی۔ وہ اللہ کے فضل سے نمایاں طور پر اور نمایاں بہتری کے ساتھ شفا پائیں گے۔ اور اس چیلنج کو وہ قبول کرنے سے بھاگ گیا یہاں تک کہ سارے افریقہ میں احمدیوں نے اشتہار لیکر اُس کا پیچھا کرنا شروع کیا اور عیسائی افریقین یا دوسرے افریقن مثلاً بیگن وغیرہ نے بھی یہ بات پکڑ لی۔ چنانچہ اُن بے چاروں کو (ڈاکٹر بیلی گراہم) اپنا دورہ کٹ شارٹ کر کے واپس جانا پڑا۔ لیکن وہ اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکے۔ اس قسم کا چیلنج دینا جو جماعت کی روایات کے مطابق درست ہے۔ وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ چیلنج کرنا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ فلاں آدمی مرجائے گا۔ اور تم دعا کرو کہ نہ مرے۔ اور دیکھے کہ کس کی دعا قبول ہوتی ہے کہ یہ تو خدائی کو ہاتھ میں لینے والی بات ہے۔ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

س:۔ چار پانچ عربی دوستوں سے گفتگو ہو رہی تھی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر دلیل مانگی۔ تو ہماری طرف سے جب یہ دو آیات پیش کی گئیں کہ۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ

اور دوسری آیت تھی کہ

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

پہلی آیت کے بارہ میں ہم کہہ رہے تھے جھوٹا جو ہے وہ قتل کیا جاتا ہے۔؟

ج:۔ یہ درست نہیں کہا آپ نے ضروری نہیں ہے کہ جھوٹا قتل کیا جائے اور ضروری نہیں ہے کہ سچا قتل نہ کیا جائے۔ اس لئے آپ نے چونکہ غلط موقف اختیار کر لیا اس لئے بظاہر آپ کو وہاں سے شکست ہو گئی ہوگی۔

اس آیت کا جو صحیح ترجمہ ہے اس کی روشنی میں دلیل اور بنتی ہے۔ بڑی چلتی دلیل ہے۔ لیکن اگر آپ ذرا سی بھی غلطی کریں گے تو دشمن آپ کو پکڑ لے گا اور غالب آجائے گا۔

دراصل مفہوم پہلے اس میں شامل ہے کہ تم کہتے ہو کہ اس نے خدا تعالیٰ پر افترا کر لیا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ پورا قرآن اس نے اپنے نفس سے بنا لیا ہے۔ جبکہ خدا نے نازل نہیں کیا تھا۔ کیا خدا کو اس بات کی غیرت نہیں ہے اور تمہیں زیادہ غیرت ہے۔ یہ مفہوم اصل میں ہے اس کے پیچھے۔ تم سمجھتے ہو کہ خدا کو جس پر جھوٹ بولا گیا ہے اس کو تو پرواہ ہی نہیں۔ اور سننے والے جو ہیں جن کے سامنے جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

ان کو بڑی غیرت آگئی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا فرمایا پورا قرآن تو در کنار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اگر یہ ہمارے اوپر ایک معمولی سی بات بھی جھوٹ بیان کرتا لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ہم اُسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے (یہ لفظی ترجمہ ہے) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ پھر ہم اُس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ۔ اگر میں اسے ختم کرنے کا ارادہ کرتا تو پھر تم میں سے کوئی نہیں ہے جو میرے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتا اس میں دو لفظ ایسے ہیں جن پر غور کرنے سے معاملہ صاف ہو جاتا ہے یہاں ظاہر الفاظ کا معنیٰ لفظاً مراد نہیں ہے۔ مثلاً ہم اُسے داہنے ہاتھ پکڑ لیتے۔ اب قتل کے ساتھ یہ شرط کیوں نہیں لگاتے اس کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ لفظی ترجمے کا تقاضا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایسے شخص کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لے اور اگر مراد ہے کسی دوسرے کے ذریعہ قتل کروانا تو ہر قاتل پھر ایسے آدمی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لے اور مارے۔ تب وہ ثابت ہوگا۔ جھوٹا ورنہ نہیں ہوگا۔ یہ تو پھر اس آیت کے ساتھ تمسخر بن جائے گا۔ داہنے ہاتھ سے پکڑنے کا مضمون ہی بتا رہا ہے کہ اور مفہوم ہے۔ داہنا ہاتھ طاقت کا سرچشمہ کہلاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم اُس کی طاقت کے سرچشموں کو اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور ان کو بے بس کر دیتے ہیں اور رگ جان کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ اُس جھوٹے شخص کا سلسلہ ہم پنپنے نہیں دیتے۔ کیونکہ رگ جان سے انسان کے دماغ کو روشنی ملتی ہے اور رگ جان۔۔ زندہ رہے تو انسان زندہ رہتا ہے یہ مراد ہے۔ پھر یہ خدا اپنی طرف منسوب کر رہا ہے۔ کہ ہم کرتے نہ کہ انسانوں کے ذریعہ قتل کرواتے۔

بلکہ قرآن کریم انبیاء کے قتل کے متعلق خود خبر دے رہا ہے اور اگر انبیاء کا قتل ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہو تو پھر دوسرے انبیاء کے قتل کی خبر قرآن کیوں دیتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہی تو ہیں اس سے پہلے رسولوں کے ساتھ جو ہوتی آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ مرجاتے تھے۔ یا قتل ہو جاتے تھے۔ پس أَفَإِنْ مَاتَ اگر یہ بھی فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے تو تمہیں کیا حق ہے کہ اسے جھوٹا سمجھ کر مرتد ہو جاؤ گویا واضح بات کے بعد آپ کا یہ موقف اختیار کر لینا کہ اس آیت سے ضرور قتل ہو جاتا ہے۔ یہ موقف ہی غلط تھا۔

اس آیت میں دراصل انبیاء کے مخاطبین کے لئے ایک بڑی بھاری عقلی دلیل ہے کیونکہ جو نبوت کا دعویٰ کرے تو مخالفین کو اُس کے مقابل پر بیہودہ حرکتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو خدا پر جھوٹ بولا۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ خدا عالم الغیب ہے۔ ہر وقت اس کی نظر کے سامنے ہے۔ اس سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔ تو پھر خدا کو کیوں بے غیرت سمجھتے ہو۔ اور اپنے ہاتھ میں کیوں اس کی تباہی لیتے ہو۔ نہ صرف یہ کہ خدا بے غیرت نہیں ہے۔ بلکہ طاقت ور بھی ہے۔ چنانچہ اس آیت کا آخری ٹکڑا یہ بات واضح کر رہا ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ بات نہیں ہے کہ خدا کے اوپر جھوٹ بولے تو اللہ کو تمہاری ضرورت ہے کہ تم اسے تباہ کرو۔ ورنہ خدا بے چارہ کچھ نہیں کر سکتا۔ فرماتا ہے اس کے برعکس صورت ہے خدا کے اوپر جو جھوٹ بولے گا خدا کا کام ہے اُسے تباہ کرنا۔ تم اُس کے اوپر کچھ نہیں کر سکتے۔ تم بچا ہو زور لگا لو۔ ایسے شخص کو بچانے کے لئے اللہ ایسے شخص کو نامراد کر دے گا۔ یہ مراد ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

س:۔ آج کل یورپ میں AIDS بیماری پھیلی ہوئی ہے مجھے کسی نے بتایا حضرت لوط علیہ السلام کی بستی بھی اسی بیماری سے تباہ ہوئی تھی اس وقت اس بیماری کا کیا نام تھا۔ نیز کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ AIDS درحقیقت کوئی بیماری نہیں ہے لوگوں کو اس برائی سے دور رکھنے کے لئے ایک سیاسی چٹکلہ ہے۔

ج:۔ مجھے بھی پتہ نہیں۔ مجھے تو پہلے اس کی بات سے ہی اتفاق نہیں ہے اس لئے میں کس طرح جواب دوں۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کہتا ہے کہ یہ بیماری نہیں بلکہ ایک سیاسی شوشہ ہے تو اس کو پوچھنا چاہیئے کہ پھر ایسے AIDS کے بیمار کے خون کا ایک ٹیکہ تمہیں لگا دیں تو وہ یقیناً اس کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

س:۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی اور موت مقرر کر دی ہے۔ پھر ایک آدمی جس کے متعلق ڈاکٹروں نے کہا دیا ہے کہ یہ بالکل نہیں

بچ سکتا یہ اُس کی آخری گھڑی ہے پھر اس کے لیئے دعا کرنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ ہونا وہی ہے جو خدا کو منظور ہے ؟

ج :- اگر ہونا وہی ہے جو خدا نے کرنا ہے تو پھر وہ ڈاکٹر تک کیوں پہنچا۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر کوئی ذریعہ اختیار نہ کرو نہ ڈاکٹر کے پاس جاؤ نہ دوائی دو۔ اور نہ کسی سے مدد مانگو تو پھر دعا بھی نہ کرو۔ لیکن اگر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہو تو اس سے زیادہ قوی ذریعہ اور زیادہ اعتماد کیا جانے والا ذریعہ دعا ہے۔ ڈاکٹروں کے پاس جانا بتاتا ہے کہ اندرونی طور پر انسان یقین رکھتا ہے کہ تقدیر کا مطلب یہ نہیں کہ کسی طرح بھی معاملہ ٹل نہیں سکتا۔

سوال :- میرے ایک غیر احمدی دوست نے یہ سوال کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کسی دنیوی اسکول سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے ہی علم سیکھتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سکول جاتے رہے ہیں۔ لہٰذا ہم اُن کو کسی طرح نبی مان لیں؟

ج :- اس کے متعلق تو میں نے بارہا جواب دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اول تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے۔ کہ انبیاء دنیا کی تعلیم کسی اور سے حاصل نہیں کرتے چنانچہ خود مسلمان مفسرین اور علماء دین اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں۔ حوالے ہمارے پاس موجود ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ انبیاء کے لئے کسی دوسرے سے دنیوی تعلیم حاصل کرنا ہرگز قرآن کے منافی نہیں ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں خود یہ بحث اٹھاتے ہیں اسی طرح دوسرے چوٹی کے مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس عقیدہ کی بنیاد صرف یہ ہے کہ روحانی علم اور دینی علم کی معرفت خدا اُن کو عطا فرماتا ہے۔ لیکن دنیوی علم دوسروں سے سیکھنا ثابت شدہ حقیقت ہے۔ دوسرے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماعیلؑ کے متعلق فرمایا اور یہ حدیث ہے کہ حضرت اسماعیلؑ جب بڑے ہوئے تو انہوں نے جرہم قبیلہ جو آپ کے ارد گرد آباد ہوا تھا سے زبان سیکھی تھی اور شکار کرنے کا فن سیکھا اور وہ ان کے معلم بنے۔ اور حضرت اسماعیلؑ قطعی طور پر نبی ہیں اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبی کے لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا نہ صرف غیر شرعی بات نہیں ہے بلکہ ایک نبی کا نام لیکر بتا رہے ہیں کہ اُس نے ایسا کیا تو اس سوال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ویسے ہی ضروری تھا دنیوی تعلیم کو حاصل کرنا۔ کیونکہ آپ اول معلم ہونے کے دعویدار ہی نہیں ہیں۔ آپ تو شاگرد نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استاد مانتے ہیں۔ اور خود شاگرد تو اگر آپ نے کسی سے پڑھا ہوا ہی نہ ہوتا تو قرآن کریم اور حدیث کا مطالعہ کیسے کرتے؟ کیونکہ بنیاد تو ساری وہ تھی۔ اور اگر یہ کہیں کہ خدا خود مہدی پر دوبارہ قرآن نازل کرے گا۔ تو یہ اس سے بھی زیادہ خوفناک بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کوئی مفر نہیں ہے کہ جو شخص امام مہدی کے نام پر آنا تھا وہ دنیوی تعلیم لازماً رکھتا ہو تاکہ وہ اِن کتب کا مطالعہ براہِ راست کر سکے اور اللہ سے عرفان پائے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اُمی نبی جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ نبی جس نے دنیا کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ تو اُمی نبی کا لقب، قرآن کریم نے سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور نبی امی کہتے ہی فوراً دماغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ اگر ان مولویوں کا یہ عقیدہ درست ہے کہ ہر نبی وہ ہوتا ہے جو دنیا کی تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز کیا رہا سب نبی امی نبی ہیں۔ اور یہ بات انہوں نے لی کہاں سے؟ قرآن میں کہاں بیان ہے حدیث میں کہاں بیان ہے کہ ہر نبی امی نبی ہوتا ہے۔

پھر حق معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی تعلیم حاصل نہیں کی اُن معنوں میں خدا نے بھی تعلیم نہیں دی۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ خدا خود پڑھاتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی تعلیم حاصل نہیں کی اور نبوت کے بعد آخر تک خدا نے دنیاوی تعلیم آپ کو نہیں دی۔ چنانچہ آپ دوسروں سے لکھوانے پہ مجبور تھے۔ اور دستخط کرتے وقت پوچھتے تھے کہ کہاں قلم چلاؤں؟ اور یہ حدیثیں قطعی بخاری کی موجود ہیں۔ اسی طرح دوسری احادیث کی کتب میں بھی۔

اس لئے یہ ایک فرضی قصہ ہے کہ نبی دنیاوی علم انسان سے نہیں پڑھتا اور خدا اسے خود پڑھاتا ہے۔ دنیا کا علم نبی انسانوں سے حاصل کرتا ہے۔ اور جو نہیں حاصل کرتا وہ خدا بھی نہیں پڑھاتا۔ ہاں البتہ دین کا روحانی علم اور معرفت خدا خود اُسے عطا کرتا ہے اور اس روحانی علم کا اُس وقت کے لوگوں کو علم ہی نہیں ہوتا کہ کیا چیز ہے؟

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور عام مولویوں کی تعلیم میں یہی فرق ہے۔ کہ آپ نے عرفان کی دریا بہا دیئے۔ اسی قرآن کے مطالعہ سے جس کو دوسرے علماء بھی پڑھتے تھے۔ اور ان کو سمجھ نہیں آتی تھی۔

سوال :- (ایک غیر مسلم ڈچ کا سوال) کہ آج جب آپ کے خدام لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ تو میں نے اور میری لڑکی نے دیکھا کہ بعض ڈچ لوگوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ لوگ اس معاملہ میں ہالینڈ میں مشکلات محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟

ج :- ہمارا عمومی تاثر یہ ہے کہ ہالینڈ کے لوگ بہت ہی شریف لوگ ہیں۔ اور مذہبی آزادی کے اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ مذہب میں دلچسپی نہ بھی ہو تب بھی مذہبی لوگوں کی راہ میں حائل نہیں ہوتے۔ ان کو اپنا معاملہ سمجھنے دیتے ہیں۔ ہم نے ہزارہا لٹریچر تقسیم کیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے ایک دو آدمیوں نے ایسا کیا ہو۔ لیکن اس سے ملکی طور پہ بد اثر نہیں پڑنا چاہیئے اور نہ ہم نے وہ لیا ہے۔ ہمیں پتہ ہے بعض دماغی یا نفسیاتی مریض ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے خواہ مخواہ ہم ہالینڈ کو بدنام کریں اور یہ سمجھیں کہ ہالینڈ میں مذہبی آزادی نہیں ہے۔ ہم اس قسم کے بیوقوف لوگ نہیں کہ غلط تاثر قائم کر لیں۔ ہم آپ کے قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور اُسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ کی قوم بھی مذہبی آزادی کے اصول پر قائم دکھائی دے رہی ہے۔

دوسرے یہ کہ تکلیف کا احساس تو ایک نسبتی چیز ہے۔ اگر انسان بُرے حال سے اچھے حال میں آئے تو اُسے لُطف آتا ہے کہ میں بڑھتا اچھے حال میں آگیا ہوں کچھ دیر کے بعد اگر اُس سے بھی اچھے حال میں چلا جائے تو پہلے حال کو نسبتاً تکلیف والا حال سمجھتا ہے۔ ہمارے اکثر دوست جنہوں نے یہ اشتہار تقسیم کیا ہے وہ پاکستان سے آئے ہیں۔ اور اگر پاکستان میں تقسیم کر رہے ہوتے تو نصف گھنٹہ کے اندر اندر سب نے جیل پہنچا ہونا تھا۔ اس لئے آپ کے بے حد ممنون ہیں اور حیران ہیں کہ آپ نے کیوں ان پر سختی نہیں کی۔

علاوہ ازیں یہ لوگ پاکستان میں بھی نہیں رکتے۔ جیل میں جاتے ہیں اور پھر بھی تبلیغ کرتے جا رہے ہیں۔

سوال :- ہمارا ایمان ہے کہ تمام انبیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی تعلیم لے کر آئے تھے یعنی وحدانیت کی۔ لیکن دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں اور ان کی تعلیم میں شدید اختلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج :- یہ ایک بڑا اہم بنیادی سوال ہے۔ اور قرآن کریم بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا جواب دیتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی رُو سے اگر خدا ایک ہے تو اس کا قطعی طبعی نتیجہ یہ نکلنا چاہیئے۔ کہ وہ تمام دنیا میں ہر انسان کو ایک ہی جیسا پیغام دے یہ نہ ہو کہ کہیں کچھ اور کہہ رہا ہو۔ اور کہیں کچھ اور کہہ رہا ہو۔ اور کسی کو کہہ رہا ہو کہ میرا ایک بیٹا بھی ہے۔ میری ایک بیوی بھی ہے۔ اور کسی کو کہہ رہا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ جو ایسی بات کرے میں اُس سے ناراض ہو جاتا ہوں۔ اور کسی کو کہے کہ میرے شریک ہیں۔ اور کئی قسم کے دیوتا ہیں جو میرے ساتھ مل کر خدائی چلا رہے ہیں۔ کسی کو کہے کہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں۔ انسان نے بنائی ہوئی ہیں میں اکیلا ہوں۔ کسی کو کہے کہ میں خود اوتار بن کر زمین پر اترتا ہوں اور تمہیں انسان نظر آتا ہوں دراصل میں اوتار ہوں۔ کسی کو کہے کہ خدا جسم اختیار کر ہی نہیں سکتا۔ اتنے بنیادی اختلافات ایک خدا کی طرف سے ہونے۔ بالکل لغو بات ہے۔ اور خدا ان میں سے جو بھی ہے وہ اگر وہ خدا ہے بیٹے اور بیوی والا تو باقی وجگہ اور باتیں کیوں کرواہئے اور اگر وہ شریکوں والا خدا ہے۔ تو پھر دوسری جگہ اور باتیں کیوں کرے۔ غرضیکہ جو بھی آپ سوچ لیں خدا کی خدائی میں اختلاف ہونا خدا کی ہستی کو جھٹلانے والی بات ہے اس لئے قرآن کریم ان کے خلاف بڑی قوت کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ خدا ہر اور مختلف تعلیمیں دے۔

پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے ہمیشہ ایک ہی بنیادی تعلیم دی ہے جس کو سورہ بینہ میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ ...

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

بیچ میں ایک آیت میں نے چھوڑ دی ہے۔ یہ دو بنیادی آیات لی ہیں فرماتا ہے کہ جو لوگ بھی اہل کتاب یا مشرکین ہیں جو انکار کر رہے ہیں وہ شکوک میں مبتلا رہیں گے حتیٰ کہ ان کو بینہ یعنی ایسی دلیل نہ ملے جو بالکل واضح اور کھلی کھلی ہو لیکن ساتھ میں فرماتا ہے۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ - لیکن خود اہل کتاب اپنی تاریخ پر غور کر کے دیکھیں کہ اُن کو بینہ دی گئی تھی۔ تبھی وہ اپنے وقت کے انبیاء پر ایمان لائے۔ لیکن اس کے باوجود پھر وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو ثابت ہوا کہ انسان بینہ ملنے کے باوجود یعنی روشن دلیل پا لینے کے باوجود اختلاف سے باز نہیں آتا۔ اور واحد تعلیم کو بھی ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا۔ فرماتا ہے۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ٥

کہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی دنیا میں کہیں اس کے سوا کوئی تعلیم نہیں دی بنیادی طور پر مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ۔ اللہ تعالیٰ پر وہ ایمان لے آئیں اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ اور دوسرا یہ کہ اُس کی عبادت کریں۔ اور تیسرا یہ کہ بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ ان کی خدمت کریں اور ان کے حقوق ادا کریں اور اُن پر رحم اور شفقت کا سلوک کریں یہ بنیادی تعلیم ہے جو ہر مذہب کو دی گئی۔ مگر جب یہ تعلیم مل گئی تو رفتہ رفتہ قوموں نے خود ہی تعلیم کو بگاڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف غلط تعلیمات منسوب کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے مطابق جب ہم دنیا پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جتنا بھی پہلے نبی سے قوم دور ہو جاتی ہے۔ زمانے کے لحاظ سے اتنے اس کے اختلافات بڑھنے لگتے ہیں۔ اتنے مختلف متہ اور مختلف باتیں اور تعلیم کو بگاڑ بگاڑ کر لوگ پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰؑ جب تشریف لائے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ نے مختلف تعلیمات دی ہوں۔ لیکن ایک سو سال کے اندر اندر عیسائیت میں فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ کہتے تھے کہ آپ نے یہ کہا اور کچھ کہتے کہ آپ نے یہ کہا۔ کچھ کہتے تھے کہ آپ نے توحید پر کامل کا درس دیا اور کچھ تثلیث کی بات کرتے۔

تو قرآن کریم یہ اشارہ کر رہا ہے کہ تم اپنے مذہب کی تاریخ پر غور کر کے دیکھو۔ خدا مختلف باتیں نہیں کیا کرتا۔ تم خود مانتے ہو کہ عیسیٰ نے ایک ہی بات کہی تھی۔ اس کے باوجود تم مجبور ہو اس بات کے ماننے پر کہ ہم مختلف باتیں کہتے ہیں۔ تو جب تم خود مختلف باتیں کہتے ہو تو اختلاف کے ذمہ دار انسان ہیں۔ نہ کہ خدا۔ یہ بنیادی دلیل ہے جو اس آیت میں دی گئی ہے اور اس کا اطلاق دنیا کے ہر مذہب پر ہوتا ہے۔

سوال :- AIDS کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو الہام کہ یہ کثرت سے بیماری یورپ اور دوسرے عیسائی ممالک میں پھیلے گی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ احمدیوں کو یہ بیماری نہیں لگے گی۔ لیکن بعض جرمن یا یورپ میں بسنے والے لوگ یہ بات سن کر احمدیت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن احمدیت میں آنے سے پہلے اس کے اندر اس بیماری کے جراثیم داخل ہو چکے ہیں تو کیا وہ بچ جائیں گے؟

ج :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے AIDS کے متعلق ایڈز کا نام لیے بغیر بات کہی ہے۔ جو اس بیماری پر صادق آتی دکھائی دے رہی ہے۔ وہ یہ تھی کہ جب گذشتہ صدی میں حضور نے طاعون کی پیشگوئی کی ہے۔ اور طاعون پھیلی ہے۔ اور اس کے مطابق اس نے احمدیوں اور نہ ماننے والوں میں تفریق کر کے دکھائی۔ اور کثرت سے اس کے نتیجہ میں گاؤں کے گاؤں پنجاب میں احمدی ہوئے اور پھر وہ اس پر قائم رہے۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ لیکن جب وہ طاعون کا دورہ ختم ہو گیا۔ تو اپنے وصال سے ایک سال پہلے یعنی سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ آئندہ کسی زمانے میں عیسائی ملکوں میں یورپ کا آپ نے نام نہیں لیا بلکہ فرمایا عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ طاعون پھیلے گی بلکہ فرمایا ایک قسم کی طاعون پھیلے گی۔ اور وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہو گا۔ تو آج کل جو AIDS کی بیماری نکلی ہے۔ یہ افریقہ سے شروع ہوئی ہے۔ یہ اور افریقہ کے اس حصہ سے جو عیسائی ہے۔ اور یوگینڈا کا جو جنوبی حصہ جو زیادہ عیسائی ہے۔ وہاں اس نے خوب زور مارا ہوا ہے۔ اور دیگر ممالک افریقہ میں بھی ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ مسلمان علاقے خدا کے فضل سے اس سے بالعموم محفوظ ہیں۔ اس لئے یہ پیشگوئی تو بڑی شان سے پوری ہوئی ہے اور اُس کے بعد پھر یورپ میں آگئی اور پھر امریکہ چلی گئی اور ہو سکتا ہے امریکہ، افریقہ کو پیچھے چھوڑ جائے اور جو ایڈز وہ دوسروں کو دیتے تھے کہیں ان کو نہ پڑ جائے۔ کیونکہ جتنی بدکاری امریکہ میں ہے دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں شاید اتنی نہ ہو۔

یہ لیس منظر ہے جس کو پوری طرح پیش نظر رکھنا چاہیئے جس کی روشنی میں یہ سوال اٹھتا ہے جو اٹھایا گیا ہے۔ اس سوال کا جہاں تک جواب ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحم کی تقدیر بالعموم اور مغفرت کی تقدیر یعنی معافی اور بخشش کی تقدیر بالعموم اس وقت کام کرتی ہے کہ جب سزا جاری نہ ہو چکی ہو۔ جب سزا مل جائے تو پھر معافیوں کا سوال نہیں رہا کرتا۔ چنانچہ جب فرعون نے ڈوبتے ہوئے کہا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں۔ تو جواب تھا آلْآنَ کہ اب کونسا وقت ہے۔ اب ایمان لا رہے ہو۔ اگر بدن کی خاطر ڈرتے ہو تو ہم تمہارا بدن بچا لیں گے۔ لیکن اس لئے کہ دنیا کے سامنے عبرت بنے۔ لیکن اس وقت معافی کا وقت نہیں رہا۔ ہم نے تمہیں پکڑ لیا ہے۔ اس لئے جس کو ایک دفعہ ایڈز کے داخل ہونے کے بعد پکڑ لے اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ اس وقت کہے کہ میں احمدی ہوتا ہوں اور ایکدم بچ جائے یہ تو ایک لطیفہ بن جائے گا۔ اور مذہب کے ساتھ تمسخر ہو جائے گا۔ اس لئے ہرگز کسی کو یہ غلط تاثر نہ ہونے دیں۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ کسی کے اندر سچا استغفار بھی پیدا ہو اور وہ گریہ وزاری کرے۔ ایمان کامل ہو اور دوسرے لوگ اس کے لئے دعا کریں تو یہ ناممکن نہیں کہ اس کو یہ بیماری لگ چکنے کے بعد خدا کی تقدیر اس سے بچا کر نکال لے اور ایڈز کے جراثیم کو مزید اس کے اوپر ظلم کرنے کی اجازت نہ ملے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے۔ آپ کی پیشگوئی یہ نہیں تھی کہ کسی احمدی کو طاعون نہیں ہو گا۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ بعض احمدیوں کو بھی ہو جائے کیونکہ یہ وبائی مرض ہے۔ اس سے کلیتہً پوری قوم نجات نہیں پا سکتی۔ اور یہ بہت پہلے ہی آپ نے لکھ دیا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ ایک احمدی اور غیر احمدی میں اتنی تفریق کر کے دکھائے گا۔ کہ دشمن بھی دیکھ لے گا کہ ہاں فرق ہو گیا ہے۔ اتفاقاً کسی اِکا دُکا احمدی کو ہو جانا اس کی منافی آپ نے نہیں کی تھی یہ کہیں وضاحت اچھی طرح ہو جاتی چاہیئے۔ کیونکہ بعض دفعہ احمدی نوجوان غلطی سے چیلنج دے بیٹھتے ہیں کہ بتاؤ ایک کو بھی نہیں ہوئی تو وہ احمدی رسائل سے ثابت کر دیتے ہیں کہ دیکھو فلاں کو ہوئی فلاں کو ہوئی۔ وغیرہ اس لئے صحیح بات آپ کو معلوم ہونی چاہیئے لیکن خدا نے ایسی صورت میں بھی حیرت انگیز اعجازی نشان دکھائے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں جو نشان بیان فرماتے ہیں۔ اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون کے دنوں میں شدید بخار ہوا۔ اور بالکل طاعون کی گھٹلی کی طرح ویسی بغل میں گلٹی بھی نمودار ہو گئی۔ اور ساری علامتیں طاعون کی تھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب بے قراری سے بار بار کہتے تھے کہ مجھے طاعون ہو گئی ہے اور میں مرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے بلایا گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خدا سے دعا کی اے خدا کلیتہً تو ہر شخص تو محفوظ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس شخص کو طاعون ہوا اور اس سے یہ مر گیا تو یہ بڑی تضحیک ہو گی۔ دشمن کہے گا کہ میرے ماننے والا میرے گھر میں بسنے والا میرا ایک قریبی نائب مولوی اس مرض سے مارا گیا۔ اس لئے مجھے پتہ نہیں اس کو کیا ہے لیکن میری درخواست ہے کہ اسے اچھا کر دے۔

یہ دعا کر کے جب ہاتھ لگایا تو مولوی صاحب کا بدن اسی طرح ٹھنڈا تھا جس طرح ایک صحت مند آدمی کا ٹھنڈا ہو اور بخار کا نشان بھی نہ رہا۔ اس وجہ سے میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح پہلے طاعون کے جراثیم ایسے مہلک تھے جس سے بچنے کے لئے اعجازی نشان کے بغیر شفاء کا کوئی سوال نہ تھا۔ اسی طرح اس ایڈز کی حالت بھی چاہے کیسی ہو۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر میں ہے۔ اس کے قبضہ قدرت میں ہے کہ اگر کوئی توجہ کرنے والا استغفار کرے اور کبھی کوئی اس کے لئے درد دل سے دعا کرے تو خدا اُسے قبولیت دعا کا نشان عطا فرمائے۔ اور لگی ہوئی ایڈز بھی ہٹ جائے۔ کیونکہ طاعون کے بارہ میں ہمارا سابقہ تجربہ یہی ہے کہ لگا ہوا مرض بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے غائب ہو جایا کرتا تھا۔ اور ایک سے زیادہ مرتبہ ایسا ہو چکا ہوا ہے۔

آخر میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں کہ بعض احمدی نوجوان چونکہ اس پیشگوئی کو پڑھتے ہیں ان کی طبیعت میں جوش آتا ہے اور تبلیغی فوائد کی خاطر وہ لوگوں میں ایسی باتیں مشہور کر دیتے ہیں۔ جو درست نہیں ہیں۔ اس سے لوگوں کو بھی نقصان ہے اور آپ کو بھی اور جماعت کو بھی نقصان ہے۔ غلط باتیں کر کے شرمندہ ہونے والی بات ہے۔

(بشکریہ احمدیہ بلیٹن ہالینڈ جولائی ۱۹۸۷ء)

قسط دوم

"قبرِ مسیح علیہ السلام"

تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۸۶ء

تواریخ سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کا تین روز قبر میں حکیم نقدیموس نے علاج کیا مر اور لوبان وغیرہ اس کے جسم پر ملا گیا (The crucifixion by an eye witness) چند روز کے علاج کے بعد آپ نے گلیل کی طرف سفر کیا دوران سفر اپنے شاگردوں سے بھی ملے انہیں اپنے زخم دکھائے ان کے ساتھ کھانا کھایا چنانچہ "لوقا" نے تمام حالات کو یوں قلمبند کیا ہے۔

"وہ یہ باتیں کہہ ہی رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں اس نے ان سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو۔ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو۔ کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا۔

(لوقا باب ۲۴ — ۳۶–۴۳)

حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردوں اور ساتھیوں کو آپ کے بارہ میں یہی گمان تھا کہ آپ نے صلیب پر جان دے دی ہے لیکن لوقا نے جو حالات قلمبند کئے ہیں ان سب سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتارے گئے تھے۔ تبھی تو آپ نے شاگردوں سے باتیں کیں ان کے ساتھ مل کر مچھلی کھائی اور شاگردوں کے اس وہم کو دور کر دیا کہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ لوقا آگے بیان کرتا ہے۔

"پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ اس کو سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے۔"

(لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰ تا ۵۲)

پس یہاں سے آسمان پر جانے کا افسانہ شروع ہو گیا جو پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا۔ مرقس نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ آسمان پر چڑھنا اور آسمان سے اترنا یہ مذہبی اصطلاحیں ہیں جن کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ کوئی حقیقی طور پر آسمان پر چڑھایا آیا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول سے عیاں ہے۔

"کیونکہ میں آسمان سے اترا ہوں نہ اس لئے کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔"

(یوحنا ۶ — ۳۸)

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیحؑ ظاہری طور پر آسمان سے اترے بلکہ آسمان سے اترنے کے معنے یہاں یہ ہیں کہ آسمانی آقا کے اذن سے مامور ہوئے ہیں۔ ایسی ہی اصطلاح آسمان پر جانے کی ہے۔

مکتوب یروشلم

سنہ ۱۹۰۷ء کو امریکن بک کمپنی شکاگو نے ایک مکتوب CRUCIFIXION BY AN EYE WITNESS کے نام سے شائع کیا اس خط میں حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے چشم دید حالات بیان ہوئے ہیں اس خط میں وضاحت ہے کہ صلیب سے آپ کو بے ہوشی کی حالت میں اتارا گیا اسینی طبیب نقدیموس نے آپ کے زخموں کا علاج کیا اور آپ خفیہ طور پر یروشلم سے ہجرت کر گئے۔ اس خط میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ آپ نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ "میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا۔ کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور میں سفر بھی تنہا کروں گا۔ اس مکتوب میں یہ بھی وضاحت ہے۔

"جب حواریوں نے گھٹنے ٹیکے تو ان کے چہرے زمین کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ یسوع اٹھا اور جلدی سے چھپی ہوئی کہر میں چلا گیا ..... لیکن شہر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ یسوع بادل میں سے ہو کر آسمان پر چلا گیا یہ خبر ان لوگوں نے ایجاد کی تھی جو مسیحؑ کے رخصت ہونے کے وقت موجود نہ تھے۔"

جیسا کہ انجیل کے اس بیان سے بھی اس کی تائید ہو جاتی ہے۔

"یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپایا۔

(اعمال ۱ — ۱۱۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نہ یہود اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہوئے اور نہ عیسائیوں کا مفروضہ حقیقت پر مبنی ہے۔ حقیقت وہی ہے جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ..... وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

یعنی نہ یہودی حضرت مسیحؑ کو قتل کر سکے اور نہ صلیب پر مار سکے بلکہ ان کو محض ایک شبہ پیدا ہو گیا کہ گویا آپ فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یقینی طور پر آپ کو کسی طرح سے بھی قتل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے حضور میں عزت اور رفعت کا مقام عطا کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ عربی زبان میں صَلَبَ کا لفظ صلیب پر چڑھانے اور ہڈیاں توڑنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں اس لئے مَا صَلَبُوْهُ کہا گیا ہے۔ غرض یہودی آپ کو (نعوذ باللہ) لعنتی نہ بنا سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معزز و مکرم کیا۔ ذلیل و رسوا نہیں کیا جو یہود نا مسعود کا پلان تھا۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے مراد عزت و رفعت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرنا ہے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ۔ (کنز العمال ص ۲۵ ج ۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کا بندہ خاکساری اور انکساری اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان پر رفع کرتا ہے۔ یعنی ساتویں آسمان کی اسے رفعت بخشتا ہے۔ وھو المراد

حضرت عیسیٰؑ کا کشمیر آنا

انجیل مقدسہ کے بیانات سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہودی حضرت مسیحؑ کو نہ قتل کر سکے اور نہ ہی صلیب پر مار سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آپ کو بچایا اور آپ کا رفع کیا یہودیوں نے آپ پر بے شمار الزامات لگائے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکرم کیا۔ وہ آپ کو (نعوذ باللہ) لعنتی بنا کر مکار اور جھوٹا ثابت کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی لمبی عمر عطا فرمائی کہ آپ نے خود سیاحت کی اور تبلیغ حقہ سے سبکدوش ہو کر سرخرو ہو کر اس کے حضور حاضر ہوئے۔

واقعہ صلیب آپ کے لئے اور آپ کی والدہ محترمہ کے لئے ایک عظیم اور ناقابل برداشت ابتلا تھا لیکن اس مولا نے اس جان فرسا ابتلاء سے آپ کو بچایا اللہ تعالیٰ نے اس سخت ابتلاء اور اس سے نجات کا یوں اظہار فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔

(المومنون ع ۳)

اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا ہے اور ان دونوں کو ایک اونچے مقام پر پناہ دی جو امن و قرار اور چشموں والی جگہ ہے۔

عربی زبان میں جب لفظ "اوی"

استعمال ہو تو اُس کے معنے سخت مصیبت اور تکلیف کے بعد راحت و آرام ملنے کے ہوتے ہیں۔ اب اسمیں کیا شک ہے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں حادثہ صلیب آپ کے لیئے اور آپ کی والدہ محترمہ کے لئے ایک سخت گھبراہٹ اور اضطراب کا موقعہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اس سے بچایا اور ذات قرار و معین والے ربوہ میں پہنچا کر پناہ دی۔

ربوہ سے مراد کشمیر ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں لفظ ربوہ جو استعمال فرمایا ہے۔ سابق مفسرین مثلاً علامہ ابن کثیر وغیرہ نے کوئی تعین نہیں فرمایا ہے کہ کون سے جگہ مراد ہے؟ کسی نے ربوہ سے مراد مصر لیا ہے کسی نے دمشق اور کسی نے فلسطین کہا ہے کوئی حتمی رائے ظاہر نہیں کی گئی ہے۔

لغت کی کتاب "المنجد" کے مطابق ربوہ سے مراد اونچی جگہ ہے۔ قرآن مجید نے ایسے ربوہ کا ذکر فرمایا ہے جو ذات قرار یعنے ہموار اور کثرت سے پھل پیدا کرنے والا ہے اور ذات معین یعنے کثرت سے وہاں چشمے بہتے ہوں یا نی کی فراوانی ہو۔ یہ تمام صفات کشمیر کی سرزمین میں موجود ہیں اور تاریخی شواہد بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

پس حضرت عیسیٰؑ کو واقعہ صلیب کے بعد کشمیر کی سرزمین میں پناہ لینی پڑی اور یہیں پر آپ کی طبعی موت بھی واقع ہوئی چنانچہ مصر کے مشہور عالم علامہ رشید رضا نے بھی اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے فـفراره الی الهند و موته فی ذالك البلد لیس ببعید عقلاً و نقلاً۔

(رسالہ المنار ص ۹۰ تا ۹۱ جلد ۱۵ تفسیر المنار جلد ۲ ص ۴۳)

یعنی مسیح ناصری کا ہندوستان کی طرف ہجرت کر کے چلے جانا اور شہر سرینگر میں وفات پا جانا عقل و نقل کی رو سے کچھ بعید نہیں ہے"

واقعہ صلیب کے بعد جب بعض لوگوں میں یہ پختہ خیال پیدا ہوا کہ آپ صلیب پر نہیں مرے بلکہ علاج کے بعد کہیں چلے گئے ہیں تو آپ کا شام میں رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر ایسی افواہ رومی حکومت کے پاس بھی پہنچ گئی تھیں تو یہودی علماء نے آپ کی تلاش کے لئے آدمی بھی روانہ کر دیئے تھے پولوس نے آپ کا تعاقب دمشق تک کر دیا مگر وہ وہاں آپ پر نہ پا سکا۔ لایا۔ چنانچہ مسٹر برنس جو ایک بہت ہی بڑے مصنف ہیں لکھتے ہیں

"مسیح فی الواقع مرے نہیں تھے عارضی بے ہوشی کے بعد وہ پھر ہوش میں آ گئے تھے اور کئی مرتبہ اپنے شاگردوں کو زندہ نظر آئے پھر وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ پولوس کو بھی اُن کی زیارت نصیب ہوئی اور بالآخر انہوں نے کسی نامعلوم مقام پر وفات پائی؟

(ایاز گرید مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

اسی طرح مسٹر سٹیفن گراہم اپنی کتاب "رو سیئن پلگرامز ٹو یروشلیم" کے ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں:۔

"غالباً مسیح کی موت کے بعد کئی سال تک ان کے درمیان یہ عجیب خبر پھیلی رہی کہ وہ زمین پر کسی دور دراز جگہ میں زندہ ہیں۔ اور عنقریب دوبارہ ظاہر ہوں گے"

جب حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے شام میں رہنا مشکل ہو گیا اور مناسب بھی یہی تھا کہ آپ وہاں نہ رہتے تو آپ نے خفیہ طور پر وہاں سے ہجرت کی اور ایران آ گئے وہاں سے افغانستان اور ہندوستان سے ہوتے ہوئے بالآخر اس محفوظ دامون وادی میں داخل ہو گئے اور یہیں پر اپنی زندگی کے مبارک ایام تبلیغ میں صرف کئے۔

کشمیر جو قدرتی طور پر اونچے اونچے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے ایک محفوظ دامون قلعہ کی طرح ہے۔ ہمیشہ سے مصیبت زدہ لوگ یہاں پناہ لیتے رہے ہیں چنانچہ تاریخ واقعات کشمیر میں درج ہے۔

کانت الکشمیر لساکنیھا
جنۃ عدن ھی للمومنین
قد کتب اللہ علی بابھا
من دخلہ کان من الآمنین

یعنی کشمیر اپنے ماننے والوں کے لئے ایسا ہی ہے جیسا مومنوں کے لئے عدن کی جنت ہے اللہ تعالیٰ نے کشمیر جنت نظیر کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو گا وہ امن پا جائیگا

پس کشمیر ہی وہ جگہ ہے جو سطح سمندر سے بلندی پر آسمان سے چھونے والے اونچے اور دیو قامت فصیلوں سے محفوظ ہے۔ اور قرآن حکیم کی آیت میں بیان شدہ خصوصیات "ذات قرار و ذات معین" اسی وادی پر پورے طور منطبق ہوتی ہیں لہذا حضرت عیسیٰ بھی خدا تعالیٰ کے حکم سے اسی دار الامن میں آئے اور یہاں آپ کے دو مقصد پورے ہوتے ایک آپ کو یہاں تحفظ ملا دوسرا آپ کا وہ عظیم مقصد جس کے لیئے آپ مامور تھے۔ کیونکہ اس علاقہ میں بنی اسرائیل آباد تھے آپ نے ان کو تبلیغ کی۔

کشمیر میں بنی اسرائیل

آج سے قریباً چار ہزار سال قبل کا واقعہ ہے کہ جب شاہ بابل "بخت نصر" نے شام پر حملہ کیا اور فلسطین کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اسرائیلی قبائل، عراق، فارس، میدیا اور دوسرے علاقوں میں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے اور ان میں سے دس قبائل پر اسرار طور پر غائب ہو گئے۔ اور یہ دس قبائل لازماً ایسے علاقوں میں منتشر ہوئے ہوں گے جو محفوظ اور ان کے اپنے وطن سے ملتے جلتے ہوں گے۔ مورخین نے بڑی عرق ریزی سے پتہ چلایا کہ یہ لوگ افغانستان ہزارہ اور کشمیر میں آباد ہو گئے کیونکہ یہاں کی آب و ہوا اپنے وطن شام سے ملتی جلتی پا کر اپنی زندگی یہیں بسر کی اس طرح کشمیر کی وجہ تسمیہ کا راز جو مختلف فیہ ہے بھی حل ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کشمیر دراصل عبرانی نام ہے جو ک اور اشیر سے مرکب ہے جسکے معنے ہیں شام کے مانند ک کے معنے مانند اور اشیر عبرانی میں شام کو کہتے ہیں اور یہی کشمیر بن گیا واقعاتی ثبوت یہ ہے کہ آج تک کشمیری لوگ کشیر ہی کہتے ہیں

اسی طرح بنی یعقوب کے شجرہ نسب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسل سے ایک افغان نام کا بھی تھا اور یہ افغان طالوت کا بیٹا تھا ضرور ہے کہ افغان لوگوں نے اپنے جد امجد کے نام پر ہی افغان کہلاتے ہوں۔ اور افغان بخت نصر کا ہم عصر بھی کہا جاتا ہے۔

کشمیر میں بنی اسرائیل تاریخی ثبوت

کشمیر میں بنی اسرائیل کے آنے اور آباد ہونے پر بے شمار تاریخی شواہد موجود ہیں چنانچہ محمد دین فوق جو ایک مورخ گذرے ہیں لکھتے ہیں

"کشمیر میں ککموں کی قوم کثرت سے ہے۔ وہ بنی اسرائیل ہیں ان کا مورث اعلیٰ قیس ہے جو افغان قوم کا مورث اعلیٰ اور ہم عصر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اس کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل سے ملتا ہے جو ایک ہزار برس قبل مسیح بادشاہ تھا"

(اختصار اقوام کشمیر از محمد دین فوق جلد ۱ ص ۲۹)

حضرت نوحؑ کی اولاد

کشمیری بانجی حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے ہونے کے مدعی ہیں۔

(امپیریل گزیٹیر جلد کشمیر مطبوعہ ۱۹۰۹ء)
تاریخ اقوام کشمیر مصنفہ فوق ص ۲۵)
(نگارستان کشمیر ص ۲۱)

حضرت سلیمان کے متبعین

کشمیر کو اول حضرت سلیمان علیہ السلام نے آباد کیا جو اسلام کے پیغمبر تھے انہیں کے مطیع و متبعین آباد ہوئے .... حضرت سلیمان علیہ السلام ۱۰۰۰ سال قبل مسیح تھے۔"

(تاریخ حسن پولیٹکل حصہ پر نانام
نگارستان کشمیر ۱۸)

باقی

اعلان نکاح

مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے برادرم مکرم فضل عمر خاں صاحب محمود متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان پسر محترم عبد اللہ خاں صاحب آف کیرنگ۔ کا نکاح عزیزہ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ بنت محترم مولوی محسن خاں صاحب مرحوم آف کیرنگ کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار پچیس روپے حق مہر پر پڑھا

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لیئے ہر جہت سے کامیاب کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے آمین۔

(فرزان احمد خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

افسوس ہمارے پیارے ابا جان وفات پا گئے

افسوس ہمارے والد بزرگوار محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب ولد محترم محمد جو ملک ساکن بھدرواہ بعمر تقریباً ۶۶ سال بروز جمعرات ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء ۲ بجے رات اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم موصوف کی نماز جنازہ ۱۶ اکتوبر بروز جمعہ صبح دس بجے ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ جنازہ کے ہمراہ غیر احمدی اور غیر مسلم بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔

مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ دعا گو نیک طبع۔ ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ غالباً جماعت احمدیہ بھدرواہ میں دوسری بیعت آپ ہی نے کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے حال مقیم ربوہ کے ذریعہ سے غالباً ۱۹۴۷ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کو کافی مشکلات و مصائب پیش آئیں۔ لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت ثابت قدمی سے مشکلات کا مقابلہ کیا۔ آپ احمدیت کی سچائی کے بارہ میں اپنی ایک خواب یوں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب میں نے احمدیت قبول کی تو مخالفت سخت زوروں پر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب کے ذریعہ تسلی دی کہ احمدیت سچی ہے۔ خواب یوں ہے کہ

محلہ ککھل میں سے ایک جلوس جا رہا ہے۔ جلوس کے آگے آگے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ میں ایک جگہ کھڑا جلوس دیکھ رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میری طرف آئے اور مجھے بازو سے پکڑ کر اس جلوس میں شامل کیا۔ اس خواب کے بعد مجھے پورا یقین ہو گیا کہ احمدیت واقعی سچی ہے اور سچے کی مخالفت ہوتی ہے۔

مرحوم نے سلسلہ کی بحیثیت نائب صدر، سیکرٹری مال، سیکرٹری ضیافت خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم ہمیشہ مرکزی نمائندوں کا خیال رکھتے اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے کہ جو بھی مبلغ بھدرواہ میں رہے اس کی زیادہ سے زیادہ خدمت کا موقعہ مجھے ہی ملے اور خدا کے فضل و کرم سے اس خدمت کے سرانجام دینے میں کامیابی حاصل کی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ایک بہو دیک پوتی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے نیز تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

خاکسار

ملک محمد اقبال تاجر بھدرواہ

مرکزی وفد کی گورنر پنجاب سے ملاقات

موصوف کی خدمت میں قرآن کریم اور تبلیغی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا

قادیان مورخہ ۱۵ کو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال وقف جدید امیر وفد، مکرم ملک صلاح الدین صاحب انچارج وقف جدید، مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب ایڈیشنل انچارج وقف جدید اور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ پر مشتمل مرکزی وفد نے گورنر پنجاب جناب سدھارتھ شنکر رے صاحب سے سیکرٹریٹ چنڈی گڑھ میں دوپہر ۲-۳۰ بجے ملاقات کی اور انہیں اس موقعہ پر قرآن کریم انگریزی و دیگر تبلیغی و تعارفی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے نہایت احترام کے ساتھ قبول فرمایا اس موقعہ پر فوٹو بھی لیا گیا۔ اس کے بعد گورنر صاحب کو مقدس شہر قادیان کی ترقی یعنی سڑکوں کی حالت بہتر بنانے۔ صبح کی ریل گاڑی بحال کرانے بہشتی مقبرہ کے پل کی مرمت، واٹر سپلائی جیسے مسائل اور بعض دوسرے مسائل سے آگاہ کیا گیا اور ایک میمورنڈم اس تعلق میں پیش کیا گیا۔ گورنر صاحب نے ان مسائل کے تدارک کے لئے مؤثر کارروائی کا یقین دلایا۔ تقریباً ۱۵ منٹ خوشگوار ماحول میں بات چیت کے بعد ملاقات اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل سے وفد کی ان کوششوں کو ثمر آور بنائے آمین۔

(نامہ نگار خصوصی)

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ کانپور

الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ کانپور کا پہلا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۸ اکتوبر کو منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کی ممبرات نے بہت شوق و ذوق سے حصہ لیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد عہد نامہ دوہرایا گیا۔

مقابلہ حسن قرأت میں ۱۰ ممبرات، مقابلہ نظم خوانی میں ۵ ممبرات، تقریری مقابلہ میں ۴ ممبرات نے حصہ لیا۔

لجنہ کے جلسہ کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا بھی اجتماع ہوا۔ پوزیشن اور حصہ لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ جلسہ کے اختتام میں صدر صاحبہ نے دعا کروائی۔

(از محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ کانپور)

درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار کا چھوٹا بیٹا عزیزم منصور احمد بیمار اور کمزور ہے۔ اچانک بیماری کا حملہ ہوتا ہے سخت پریشانی ہے درد بھرے دل سے بچے کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) میری صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے کہ علاج ہو رہا ہے۔ صحت و سلامتی کے ساتھ خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(۳) میری اہلیہ دو ہفتہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ کمزور بھی ہو گئی ہیں ان کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لیے درخواست دعا ہے۔ (منظور احمد آف گھنوکے ججہ درویش قادیان)

(۴) خاکسار کے والد محترم عبدالرحمٰن صاحب عرصہ دراز سے دل کے درد میں مبتلا ہیں اب صحت کچھ بہتر ہے اچانک درد ہوتا ہے والدہ محترمہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں محترم والدین کی صحت کاملہ و عاجلہ و درازی عمر کیلئے نیز خاکسار کی پڑھائی میں نمایاں کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے۔ (منصور احمد بھٹی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ولادت

- برادرم مکرم شیخ اعظم صاحب موسی بنی مائنز کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے موصوف نے اعانت بدر میں مبلغ ۲/- روپے ادا کر کے ہر دو نومولود کی صحت وسلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔
(شیخ ہمدم قائد مجلس خدام الاحمدیہ موسی بنی مائنز)

- اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم انعام اشعر صاحب مغربی جرمنی ابن محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش کو مورخہ ۶ جڑواں بیٹوں سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "..." اور "..." نام تجویز فرمائے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا کرے اور دین کا خادم بنائے آمین۔
(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

کتب حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت و اہمیت!

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ وانمباڑی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بمطابق فرمان نبوی مسیح موعود مہدی حکم و عدل اور امتی نبی ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے حضور پر نور کا پُر عظمت کلام بھی کلام الامام امام الکلام کا پورا پورا مصداق ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے۔ دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۰۲)

فرمایا:۔

"مجھ کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میرے کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جب تک انسان خدا تعالےٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی۔"

(انجام آتھم صفحہ ۲۹)

اس لئے جماعت احمدیہ کا عقیدہ (بالفاظ مصلح موعودؓ) حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی بابت یہ ہے کہ "آپکی کتب قرآن کریم کی بے نظیر تفسیر ہیں۔"

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ

"مجھے بھی خدا تعالےٰ نے خاص طور پر قرآن کریم کا علم بخشا ہے۔ مگر جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھتا ہوں تو اُن سے نئے نئے معارف اور نکات ہی حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایک ہی عبارت کو دس دفعہ پڑھوں تو دس ہی نئے معارف حاصل ہوتے ہیں۔ براہین احمدیہ کو میں کئی مہینوں میں ختم کر سکا تھا۔ میں بڑا تیز پڑھنے والا ہوں کئی کئی سو صفحے لگا تار پڑھ جاتا ہوں مگر براہین احمدیہ کو پڑھتے ہوئے اس وجہ سے اتنی دیر لگی کہ کچھ سطریں پڑھتا تو اس قدر مطالب اور نکتے ذہن میں آنے شروع ہو جاتے کہ آگے نہ پڑھ سکتا اور وہیں کتاب رکھ کر لطف اٹھانے لگ جاتا۔ چونکہ براہین احمدیہ قرآن کریم کی ہی تفسیر ہے۔ اس لئے اس کے پڑھنے سے بیسیوں مطالب سوجھتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتابوں کا ہے۔" (حقیقۃ الرؤیا صفحہ ۵۰)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ صرف ایک کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں اتنا اہم مضمون ہے اور اس حیرت انگیز رنگ میں اتنا وسیع مسئلہ کی یہ بنیاد ڈالی گئی ہے کہ جب ہم بعض دفعہ سوال و جواب کے موقعہ پر بعض دانشوروں کے سامنے بعض نکات رکھتے ہیں تو ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ایسے عرفان کے موتی ہم تو حیران ہیں یہ کیا باتیں تھیں آپ نے کہاں سے کس طرح بیان کیں۔" (بدر ۲۰ جون ۱۹۸۵ء)

نیز فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے ایک ایک جزء پر آپ غور کریں اور غوطہ لگا کر دیکھیں کیسی اس میں گہرائی ہے اور کیسے موتی چھپے ہوئے ہیں حکمت کے یہ عام کلام نہیں ہے کہ سطحی طور پر آپ وہاں سے گذر جائیں جس طرح سڑک پر سے گذر جاتے ہیں یہ تو قدم قدم پر نیا حسن آپکو دکھائی دے گا معرفت کے جوہر چھپے ہوئے نظر آئیں گے۔"

(بدر ۱۵ اگست ۱۹۸۵ء)

چنانچہ مذکورہ بالا شان کے پیش منظر میں جماعت احمدیہ کے افراد کا حق ہے اس سے استفادہ کرتے رہتے ہیں اور اس کی اشاعت کی طرف سے اگر سہواً ذرہ بھر بھی کوتاہی کرتے ہیں تو فوری طور پر امام جماعت اس کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ امر واقعہ ہے کہ بیسویں صدی عیسوی کی تیسری دہائی میں بعض احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کی اشاعت کرنے والے کی حوصلہ افزائی کرنے پر بُرا محسوس کیا اس پر خلیفہ وقت نے تنبیہ فرمائی کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے تھے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو کر آئے تھے اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دُنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کر دوں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا ہماری کتابیں کیا ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسی کی تشریحیں ہیں۔ اور تشریحیں کرنے والے اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر مسیح موعودؑ نہیں آسکتا اور اس قوم میں سے ہرگز نہیں آسکتا جس نے پہلے نبی کی یہ قدر کی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اُن کی بے قدری کی تھی نتیجہ کیا ہوا یہ کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ اب شریعت والا نبی تم میں سے نہ ہوگا۔ پس تم بھی ان لوگوں کی طرح نہ بنو تا خدا تعالےٰ کے فضل سے محروم نہ کئے جاؤ۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء)

ایک ایمان افروز موازنہ

بڑے ہی بد قسمت وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کے پاکباز انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی شدید مخالفت اور توہین کی گئی اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضور پر یہ الہام نازل ہوا کہ:۔

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ
وَ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مسیح موعود جو تیری مدد کرنے کا ارادہ کرے گا میں اس کی مدد کروں گا اور جو تیری توہین کا ارادہ کرے گا میں اس کی توہین کروں گا۔

"حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی روایت ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میری سچائی کا یہ کہنا تو آسان امر ہے یا کوئی کامل اطاعت کر کے دیکھے یا کامل مخالفت کر کے۔ کامل اطاعت سے بھی روحانی اور ظاہری انعامات کے لحاظ سے بہت جلد پتہ لگ جائے گا اور سخت مخالفت کا بھی جلدی سے ہی نتیجہ مل جائے گا۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۴۲ء صفحہ ۱)

تصویر کا ایک رُخ

ان بد نصیب مخالفین میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی حضور کے سخت مخالف تھے انہوں نے لکھا:۔

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیا۔ اس پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے؟"

(اخبار وکیل ۱۳ جون ۱۹۰۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۲۱۲)

اب آئیے دیکھیں کہ تقدیر الٰہی کیا فیصلہ کرتی ہے۔ حضرت اقدس کی کتاب کو تنور میں پھینکنا اگر گستاخی ہے تو پھر اس کا انجام کیا ہونا چاہیئے تو پڑھیں مولوی ثناء اللہ کی وفات کے بعد اُن کی سیرت و سوانح نگار کس امر واقعہ کی شہادت دیتے ہیں (چنانچہ عبد المجید سوہدروی لکھتے ہیں کہ) تقسیم ہند و پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں۔

"آپ کا زر اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا مکان کہ جہوڑ تا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان نقدی۔ زیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ لٹیروں نے اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزاروں روپیہ کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں، اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور تیل چھڑک کر خاک کر دیں کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا یہ کتابیں حضرت کا سرمایہ زندگی تھی اور ان میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ اُن کا ملنا مشکل بلکہ نا ممکن ہو چکا تھا یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت یہی آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے۔ ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لیکر رہے۔"

(سیرت ثنائی صفحہ ۳۸۹-۳۹۰ منقول تفہیمات ربانیہ ایڈیشن دوم)

تصویر کا دوسرا رخ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی تحقیر کرنے کی نیت کرنے والے کا انجام تحریر کرنے کے بعد آیئے ہم دیکھیں کہ تقدیر الٰہی اور کیا رنگ دکھاتی کرتی ہے۔ ایک اصولی بات حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"ہمارا یہ یقین ہے کہ ہر ایک الزام اور تعریف جو بانی سلسلہ احمدیہ پر کی جاتی ہے یا اُن کے خلفاء کی طرف سے کی گئی ہے

پاکی جائے گی خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت دوام پائے گی اور اس سلسلہ کی روزانہ بڑھنے والی تعداد کو ہمیشہ کے لئے نجلوے یادگار محفوظ رکھی گئی۔"

(تحفہ لارڈ ارون صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۹۳۱ء)

چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر کیا ہونا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر کسی تاریخ میں نہ آئے۔ کیونکہ اب تک (تحریر ۱۹۸۶ء) راقم الحروف کے علم کے مطابق تاریخ احمدیت کی ستر ھویں تک ضخیم جلدوں کا سلسلہ شائع ہو چکا ہے۔ مسلم و غیر مسلم مورخین اکثر عزت کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا تذکرہ اپنی کتب و مضامین میں کرتے رہتے ہیں۔ جہاں تک کتب حضرت اقدس علیہ السلام کا تعلق ہے اس کی وسیع اشاعت اور اثر انگیزی کا یہ حال ہے کہ احمدیت کی مخالف حکومتیں تک اس سے خائف ہو رہی ہیں اور اپنے مادی اثر و رسوخ سے اس کی اشاعت کو روکنے کے لئے بزور کوشش کر رہی ہیں۔ اس کی واضح مثال بد قسمتی قومی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کی حکومت ہے۔ چنانچہ امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں کتب حضرت مسیح موعود کی شان جمال ملاحظہ ہو۔

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جماعت ہائے برطانیہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۵ء بمقام اسلام آباد۔ لندن)

"حکومت پاکستان نے "لاہور" رسالہ ایک مخالف تھا اس کے بھی دشمن ہو گئے ہیں الفضل ضبط کر بیٹھے، ریویو ضبط کر بیٹھے خالد ضبط کر لیا، تشحیذ الاذہان ضبط کر لیا۔ پھر خیال آیا کہ ابھی پورا نہیں ہوا تو پریس بھی ضبط کر لیا ساتھ ہی پہلے کتابیں ضبط ہو رہی تھیں پھر یہ ساری چیزیں ضبط کر لیں۔"

(بدر ۲۰ جون ۱۹۸۵ء صفحہ ۵)

"تو انہوں نے پہلے کتابیں ضبط کیں بجائے بند کرنے شروع کئے پھر بین کرائے تو پتہ نہیں اب احمدی اور کیا کر رہے ہوں گے تو پریس بھی ضبط کر لئے کہ ہمارا خیال ہے لیکن احمدیت کی آواز تو زیادہ شدت کے ساتھ پھیلی بستی بستی نگر نگر احمدیوں نے نئے ولولوں سے سرشار ہو کر جذبات فدائیت سے دریغ ہو کر قربانیوں کا عزم کرتے ہوئے .... بڑی جرأت کے ساتھ تبلیغ کی ہے اور احمدیت کا پیغام بستی بستی پہنچایا ہے۔ جہاں تحریر نہیں پہنچ سکتی وہاں کیسٹوں کے ذریعہ سے پیغام پہنچایا۔" (ایضاً) اور پھر

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کی طرف توجہ کی گئی اور گذشتہ ایک سال (یہ خطاب ۵ اپریل ۱۹۸۵ء کا ہے ناقل) میں عارضی ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے جو منصوبہ بنایا گیا ۲۳ جلدیں روحانی خزائن کی ۵۰۰۰ پونڈ میں انشاء اللہ ہم شائع کر دیں گے اور اس میں سے اب تک پہلی گیارہ جلدیں طبع ہو کر یہ سارے پڑی ہوئی تھیں میں نے پہلا خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت پیارا مجلد معیاری ہے اور آپ دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ نہایت صاف ستھرا کاغذ، اچھی پیشکش اچھی جلد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کے شایان شان تو ہم نہیں کہہ سکتے اتنی معارف جس کلام میں ہوں اس کے شایان شان تو کوئی لبادہ نہیں ہو سکتا لیکن انسانی کوشش کا جہاں تک تعلق ہے آپ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ گذشتہ سب کوششوں سے زیادہ حسین اور دیدہ زیب کوشش ہے یہ"۔ (ایضاً)

نیز جہاں تک مختلف زبانوں کا تعلق ہے تو کئی زبانوں میں کتب حضرت اقدس کا ترجمہ ہو چکا ہے نیز منصوبہ یہ ہے کہ ان کا ترجمہ تو

" فوری طور پر ساری زبانوں میں نہیں ہو سکتا لیکن بنیادی جو بڑی بڑی زبانیں ہیں ان سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ انشاء اللہ پھیل جائے گا"۔ (ایضاً)

مگر افادیت کے پیش نظر صرف ایک کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کئی زبانوں میں ترجمہ ہونے کے لئے[1] "اب جن زبانوں میں اس کا ترجمہ کروایا جائے گا فوری طور پر وہ میں نام بتاتا ہوں ان کے علاوہ بھی ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ جاپانی۔ گریک۔ پرتگیز۔ اٹالین۔ سواحلی۔ ڈینش۔ نارویجن۔ سویڈیش۔ چیکوسلواکین۔ کورین۔ رشین۔ پولش۔ انگریزی فارسی ہندی۔ تامل۔ تیلگو اور سنگلی۔" (ایضاً)

پھر تازہ اطلاع کے مطابق اپریل ۱۹۸۶ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق "ایک اہم پریس کانفرنس کا افتتاح ہوا ہے.. جو جدید ترین ہے۔ جس کا بڑی دیر سے ہیں جماعت سے وعدہ کر رہا تھا اور جماعت نے بہت ہی عظیم الشان تاریخی قربانی بھی دی ہے اس سے کمپیوٹر (COMPUTER) سیکشن کا.... ...... افتتاح ہوا" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء)

[1] کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے درج ذیل ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی۔ عربی۔ فرنچ جرمن۔ ڈچ۔ انڈونیشین۔ چینی۔ جاپانیز۔ ٹرکش۔ اسپانین میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

پروگرام دورہ

مکرم سید صلاح الدین صاحب انسپکٹر بیت المال (برائے جوبلی فنڈ)

جملہ جماعت ہائے احمدیہ صوبہ آندھرا، کرناٹک و کیرالہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۳/۱۱/۸۷ سے انسپکٹر صاحب موصوف مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وعدہ جات چندہ جوبلی فنڈ و اضافہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین سلسلہ سے انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون کرنے کی درخواست ہے متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد)

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۳/۱۱/۸۷
حیدرآباد	۶	۳	۹
سکندرآباد	۹	۱	۱۰
چنتہ کنٹہ و ملان	۱۰	۲	۱۲
یرڈچرلہ محبوب نگر	۱۲	۱	۱۳
یادگیر	۱۳	۲	۱۵
دیودرگ	۱۵	۱	۱۶
شیموگہ	۱۶	۲	۱۸
بنگلور	۱۸	۲	۲۰
مرکرہ	۲۰	۱	۲۱
موگرال	۲۲	۱	۲۳
پینگاڈی	۲۳	۲	۲۵
کنانور	۲۵	۲	۲۷
کالیکٹ	۲۷	۲	۲۹
کوڈیا تھور	۲۹	۱	۳۰
کوڈالی	۳۰/۱۱/۸۷	۱	۱/۱۲/۸۷
منار گھاٹ	۱	۱	۲
پتھم پریم	۲	۱	۳
کروناگاپلی	۳	۲	۵
مدراس	۵	۳	۸
بمبئی	۸	۳	۱۱
قادیان	۱۴/۱۲/۸۷	—	-

۱۹۸۷ء بحوالہ اخبار بدر ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء)

الحمد للہ۔ ایک جانب مخالفین کا زور دوسری طرف تقدیر الٰہی کے مطابق جدید سے جدید تر مشینوں کو کتب حضرت مسیح موعود کی خادم بنایا جا رہا ہے۔ کہاں ہیں مولوی ثناء اللہ امرتسری جو ان مقدس کتابوں کو سوختگی کے خواب دیکھ رہے تھے اور کہاں ہیں مولوی ثناء اللہ کی طرح رکھنے والے وارث حکومتوں کے بل بوتے پر اس مقدس روحانی خزانہ کو بند کرنے والے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔

درخواست دعا

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد پر پچھلے دنوں فالج کا حملہ ہوا تھا علاج جاری ہے قدرے افاقہ ہے۔ محترم سیٹھ صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

اعلان نکاح

مورخہ ۳/۹/۸۷ کو بعد نماز عصر رفیع احمد سلمہٗ ابن مکرم چوہدری سکندر خان صاحب درویش قادیان کا نکاح عزیزہ فرحت شمیم طلعت بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مہار درویش قادیان کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھا قارئین سے رشتہ کے جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE - 275475
RESI - 273903
CALCUTTA 700073

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE - 279203

CARD BOARD BOX MFG-CO-

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج — جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس الیکٹرک کنٹریکٹرز

RAICHURI ELECTRICALS.

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE HOUSE

ANDHERI (EAST)

PHONE { OFFICE - 6348179
RESI - 629389 } BOMBAY - 400099

هُوَ النَّاصِرُ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔

الرؤف جیولرز

۱۶ - خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد - کراچی

فون نمبر - ۶۱۷۰۹۶

برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۶ء

ضروری اعلان بسلسلہ واپسی ریزرویشن

امسال جلسہ سالانہ قادیان (۱۸ - ۱۹ - ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء) میں شامل ہونے والے احباب کی واپسی میں سہولت کے لئے امرتسر ریلوے سٹیشن سے ٹکٹوں کی ریزرویشن کا انتظام کیا جا رہا ہے لہٰذا اس سہولت سے فائدہ اُٹھانے کے خواہشمند احباب مندرجہ ذیل کوائف سے مطلع فرمادیں۔

(۱) تاریخ واپسی (۲) سٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کرانی مقصود ہے (۳) درجہ کلاس فرسٹ کلاس یا سیکنڈ کلاس (۴) ٹرین کا نام اور نمبر (۵) سفر کرنے والوں کی جنس اور عمر (۶) پورے ٹکٹ اور نصف ٹکٹ کی بھی وضاحت کی جائے۔

ضروری نوٹ:- (۱) ریلوے قوانین کے مطابق بڑے بڑے شہروں سے واپسی از امرتسر کی ریزرویشن وہاں سے ہو سکتی ہے۔ البتہ امرتسر پہنچ کر اس ریزرویشن کو کنفرم کرا لینا ضروری ہے اور ٹکٹ نمبر، ٹرین نمبر اور سیٹ نمبر نوٹ کر کے مزید تسلی کر لی جائے اور اگر وہاں سے ایسی سہولت نہ مل سکتی ہو تو مندرجہ بالا کوائف ارسال فرمائیں۔

(ب) چونکہ ریزرویشن کافی دن پہلے کرانی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں اطلاع جلد از جلد بھجوا دی جائے تاکہ دفتر جلسہ سالانہ کو بروقت کارروائی کرنے میں سہولت رہے۔

دیگر معلومات و ہدایات

(۱) امرتسر سے قادیان صرف ایک ٹرین آتی ہے جو امرتسر اسٹیشن سے 20-1 بجے کے قریب چلتی ہے اور 45-3 کے قریب قادیان پہنچ جاتی ہے اور 10-4 پر واپس روانہ ہو جاتی ہے جو احباب اس ٹرین کو نہ لے سکیں گے ان کو امرتسر سے قادیان بذریعہ بس سفر کرنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں مدد اور تعاون کے لئے امرتسر ریلوے سٹیشن پر خدام موجود ہوتے ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

(۲) پنجاب میں حالات نارمل ہونے کی وجہ سے دیگر صوبہ جات کے احمدی بھائی بلا خوف و خطر اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے سفر کر سکتے ہیں۔ البتہ اس سفر میں خواتین کو برقعہ پہننے اور مردوں کو ٹوپی یا پگڑی پہننے کی تاکید کی جاتی ہے۔

(۳) ماہ دسمبر میں چونکہ قادیان میں سردی ہو جاتی ہے لہٰذا احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ موسم کے مطابق پارچات اور بستر اپنے ہمراہ لائیں۔

(۴) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بارہ میں تاکیدی ارشاد ہے جس کی تعمیل کی جانی نہایت ضروری ہے نیز ریزرویشن کے لئے خط بھجوانے کے ساتھ ہی مہربانی فرما کر واپسی کرایہ کی رقم بھی بذریعہ M.O یا بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان اور اس کی اطلاع دفتر جلسہ سالانہ کو بھی دی جائے۔

(۵) مہربانی فرما کر احباب جماعت ان ہدایات کی پابندی فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اجتماع میں شرکت کرنے کی کوشش فرمادیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ سب کا حافظ و ناصر رہے اور اس بابرکت اجتماع کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

افسر جلسہ سالانہ

ارشاد باری تعالےٰ

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

ہر قوم کے لئے ہادی و رہنما بھیجا گیا ہے۔

طالب دعا

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

13. SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS - 600004.

PHONES { 76360
74350

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش { دعا } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ ہیوی ڈیلیسٹر۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔ ۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی، فون نمبر:۔ 294

میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں

ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

محتاج دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائنز { اینڈ جے۔ این انٹرپرائزز }

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX,
J. C. ROAD, BANGALORE - 560002
PHONE NO - 223666.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد۔ (کشمیر)	گڈلک الیکٹرانکس انڈسٹریز روڈ اسلام آباد (کشمیر)

ایکسپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سپیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS.
6 ALBERT VICTOR ROAD. FORT.
GRAM - MOOSARAZA
PHONE - 605552 } BANGALORE 560002.

"پندرہویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

پیشکش

SAIRA Traders.
WHOL SALE DEALER. IN HAWAI & P.V.C CHAPPAL
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002
PHONE NO 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۲۱)
ALLIED ٹیلیگرام　　فون نمبر: 29165

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ لون۔ یونی کیبل، بارن سیمینوس اور مین ہولس

(پتہ)

نمبر ۱۷۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد نمبر ۲۷ آندھرا پردیش

"مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے"

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

NHR ®

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب بہترین ہوائی چپل نیز ریکسین، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!